حضرت امام حسنؓ کی حالاتِ زندگی پر خوبصورت کتاب

سیرت
حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تالیف:
محمد حسیب القادری

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

Marfat.com

Marfat.com

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی حالاتِ زندگی پر خوبصورت کتاب

سیرت حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تالیف:

محمد حسیب القادری

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر، ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

Marfat.com

1179

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ
مصنف: محمد حبیب القادری
پبلشرز: اکبر بک سیلرز
تعداد: 600
قیمت: -/120

ملنے کا پتہ ....
ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اُردو بازار لاہور
Ph: 042 - 7352022
Mob: 0300-4477371

Marfat.com

انتساب

اپنے روحانی مرشد

ابوعبداللہ، سبط الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، پیکر صبر و وفا

شمع آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، شہید کربلا

حضرت سیّدنا **امام حسین** رضی اللہ عنہ

کے نام

Marfat.com

کر دے قطع تعلق سارے اوس بن کل جہانوں
الا اللہ دا ورد ہمیشہ رکھیں دلوں زبانوں
وحدت اسدی ویکھ پیارے سچے صدق ایمانوں
اس مطلوبِ حقیقی باجھوں سچا راہ نہ کوئی

Marfat.com

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
7	حرفِ آغاز
11	مختصر تعارف
13	فلسفہ قربانی
14	فضائل اہل بیت
18	فضائل ومناقب حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ
23	نام ونسب
25	القابات
27	ولادت باسعادت
28	حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کا مختصر بیان
63	والد بزرگوار حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
84	والدہ ماجدہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا
106	تعلیم وتربیت
107	عبادت وریاضت
109	حلیہ مبارک
110	حیاتِ مبارکہ کے مختلف ادوار
114	خلافت حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ

Marfat.com

خطوط وخطبات	118
حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت اور دعا کی نصیحت	123
کشف وکرامت	124
مسئلہ جبر وقدر	126
سیرتِ مبارکہ	128
شہادت	135
ازواج واولاد	140
فرمودات	143
حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی دیگر اولاد کا بیان	145
کتابیات	160

Marfat.com

حرفِ آغاز

اللہ عزوجل کے نام سے شروع جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ اور ان کی آل پر بے شمار درود و سلام۔

اللہ عزوجل کی تمام نعمتیں ایک طرف اور بندے کے تمام اعمال ایک طرف تولے جائیں تو انعاماتِ الٰہی کے مقابلے میں ان اعمال کی کچھ حیثیت نہیں ہے۔ بروزِ محشر جب انسان کی نیکیوں کا وزن کیا جائے گا تو تب معلوم ہو گا کہ جن نیکیوں کو وہ اپنی زندگی کا حاصل جانتا تھا ان کا کچھ وزن نہیں ہے۔ یہاں پر معاملہ اب اللہ عزوجل کے فضل و کرم کی جانب چلا جائے گا پھر اگر اللہ عزوجل کا فضل و کرم اور حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت شامل حال رہی تو بیڑہ پار ہو جائے گا وگرنہ ذلیل و رسوا ہو گا۔ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"جن کے اعمال کے وزن بھاری ہوں گے وہ عیش پسند زندگی گزاریں گے اور جن کے اعمال کے وزن ہلکے ہوں گے ان کا مقام دوزخ ہے۔"

اس کائنات کی رنگ و بو اور اس کی بلندی و پستی، خشکی و تری، صحرا و جنگل الغرض ہر شے اللہ عزوجل کی وحدانیت کی گواہی دے رہی ہے۔ کائنات کی کوئی بھی شے اس کے فضل و کرم سے خالی نہیں ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے فضل و کرم پر اس کا شکر گزار ہے۔ یہ انسان ہی ہے جو اس کی نعمتوں پر بجائے شکر ادا کرنے کے شکوہ کناں ہے۔ جب انسان اللہ عزوجل کا شکر گزار بن جاتا ہے اور اس کے آگے سر جھکا دیتا ہے تو پھر اللہ عزوجل کے

Marfat.com

دریائے رحمت سے انعام واکرام کا حقدار بن جاتا ہے۔

بروزِ میثاق جب اللہ عزوجل نے اپنی ربوبیت اور وحدانیت کا اقرار لیا اور پھر ارواح کو دنیا میں بھیجا تو ان کے لئے ذکر الٰہی لازم قرار پایا۔ بندہ خود اپنی ذات کے اتنا قریب نہیں ہے جتنا اللہ عزوجل ان کے قریب ہے۔ جب بندہ اپنے اندر جھانک کر اپنے حقیقی مقصد کو پانے کی کوشش کرتا ہے تو اس کا مقصودِ حقیقی اسے جس رنگ میں نظر آتا ہے وہ اسے اسی رنگ میں پانے کے لئے تڑپتا ہے۔

خلائق دو جہاں کی ہے تخلیق بے مثال
ممکن نہیں ہے اس کو کسی دور میں زوال
روشن کرے گا رشد و ہدایت کے وہ دیئے
بن جائیں گے سبق جو ہر اک دور کے لئے

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے' دخترِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جگر گوشے اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے حالات وواقعات مرتب کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قارئین آپ رضی اللہ عنہ کی سیرت سے آشنا ہوں اور ان پر عمل پیرا ہو کر اپنی زندگیوں کو صحیح معنوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق بسر کریں۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ میری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے۔ آمین

محمد حسیب القادری

Marfat.com

منقبت شانِ پنجتن پاک

میں تو پنجتن کا غلام ہوں
میں مرید خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم ہوں
مجھے عشق ان کی گلی سے ہے
مجھے عشق ان کے وطن سے ہے
مجھے عشق ہے تو علی رضی اللہ عنہ سے ہے
مجھے عشق ہے تو حسن رضی اللہ عنہ سے ہے
مجھے عشق ہے تو حسین رضی اللہ عنہ سے ہے
مجھے عشق شاہِ زمن سے ہے
مجھے عشق ہے تو زہرا رضی اللہ عنہا سے
مجھے عشق ہے تو ان کی آل سے
میرا شعر کیا میرا ذکر کیا
میری بات کیا میری فکر کیا
میری بات ان کے سبب سے ہے
میرا شعر ان کے ادب سے ہے
میرا ذکر ان کے طفیل سے
میری فکر ان کے طفیل سے

Marfat.com

کہاں مجھ میں اتنی سکت بھلا
کہ ہو منقبت کا بھی حق ادا
ہوا کیسے تن سے وہ سر جدا
جہاں عشق ہو وہیں کربلا
وہی جن کو شیر خدا کہیں
جنہیں بابِ صل علیٰ کہیں
وہی جن کو آل نبی ﷺ کہیں
وہی جن کو ذاتِ علی رضی اللہ عنہ کہیں
وہی پختہ ہیں میں تو خام ہوں
میں تو پنجتن کا غلام ہوں

Marfat.com

مختصر تعارف

جگر بند مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ریحانِ دلِ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ، قرۃ العین زہرا رضی اللہ عنہا، ابومحمد حسن بن علی رضی اللہ عنہم کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسہ اور شکل وصورت میں ان کے سب سے زیادہ مشابہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کا نور اور حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے دل کی دھڑکن ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا نام ''حسن'' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منجانب اللہ رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابومحمد اور القابات تقی، زکی، مجتبیٰ، سید اور شبیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ ۳ھ میں تولد ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے نام کی طرح حسن و جمال میں بے مثل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ظاہری و باطنی علوم سے آراستہ اور ان علوم پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ روایات میں آتا ہے کہ جس وقت آپ رضی اللہ عنہ تولد ہوئے اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میرے بیٹے کو لاؤ۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا گود میں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو لے کر حاضر ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے داہنے کان میں اذان دی اور پھر بائیں کان میں تکبیر کہی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں روز حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا عقیقہ کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کے بال منڈوائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرات کریں۔ نیز اسی روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا ختنہ کروایا اور نام مبارک

Marfat.com

رکھا۔ چنانچہ اسی نسبت سے یہ حضور نبی کریم ﷺ کی سنت کہلائی۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اس وقت آپ ﷺ کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سیّد ہے اور اللہ عزوجل اس کی وساطت سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کروائے گا۔ چنانچہ جب آپ رضی اللہ عنہ اپنے والد بزرگوار حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد منصب خلافت پر فائز ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرلی اور مسلمانوں کو پھر سے ایک خلافت پر اکٹھا کیا۔

صحیح روایات کے مطابق حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی آنکھیں سیاہ اور بڑی بڑی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے رخسار پتلے اور کلائیاں گول تھیں۔ داڑھی مبارک گنجان اور بل کھائی ہوئی تھی۔ گردن مبارک بلند اور شفاف صراحی کی مانند تھی۔ شانے اور بازو بھرے ہوئے اور سینہ اقدس چوڑا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ زیادہ طویل قامت نہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے سر کے بالے گھنگھریالے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ حسن و جمال کا ایک بہترین نمونہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی جانب ایک نظر دیکھنے سے گمان ہوتا تھا کہ گویا حضور نبی کریم ﷺ کا دیدار ہوا ہے۔

حضرت سیّدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے پچیس حج با پیادہ کئے اور یہ تمام حج آپ رضی اللہ عنہ نے برہنہ پا کئے۔ برہنہ پا چلنے کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں ورم پڑ جاتے تھے۔

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے ۵ ربیع الاول ۴۹ھ کو اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور آپ رضی اللہ عنہ کو جنت البقیع میں مدفون کیا گیا۔

Marfat.com

فلسفہ قربانی

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

''میری رضا چاہنے والے میری راہ میں سب کچھ قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔''

جب بندہ ذکر الٰہی میں اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اس کے قلب سے بھی ذکر الٰہی جاری ہو جاتا ہے تو پھر اگلی منزل اللہ عزوجل کی رضا کا حصول ہے۔ اللہ عزوجل کی رضا کے حصول کے لئے اولین شرط قربانی ہے۔ یہ قربانی مالی بھی ہے اور جانی بھی ہے۔ پس اللہ عزوجل کی راہ میں سب کچھ قربان کرنے والا وہی ہوگا جس کے قلب سے ذکر الٰہی جاری ہوگا۔

دنیادار قربانی کے فلسفہ سے بابلد ہیں اور ان کو اس کا کچھ فہم و ادراک نہیں ہے۔ دنیادار تو ہاتھ سے خیرات کرنے کی فضیلت سے نابلد ہیں کہاں وہ قربانی کے فلسفہ کو جانیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے

''دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔''

پس ایسی صورت میں دنیادار بھیک منگے بھکاریوں سے بھی بدتر ہو جاتے ہیں اور پھر وہ جب خود کو رحمت خداوندی سے سیراب کرنا چاہتے ہیں تو پھر ان کی مثال اس چٹان کی مانند ہوتی ہے جس پر بارش کا پانی تو گرتا ہے مگر وہ سیراب نہیں ہوتا۔

Marfat.com

فضائل اہل بیت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں رضی اللہ عنہن اور داماد رضی اللہ عنہم یہ سب اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

سورۂ نمل میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

''جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی گھر والی سے فرمایا مجھے ایک آگ نظر آتی ہے۔''

اس آیت میں اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زوجہ حضرت صفورہ رضی اللہ عنہا کو آپ علیہ السلام کا اہل بتایا ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے سورۂ احزاب میں ارشاد فرمایا:

''اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھر والو! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ وہ تم سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور کر دے اور تمہیں پاک صاف کر دے۔''

یعنی اللہ عزوجل نے ہر وہ کام جو کہ شریعت کے خلاف ہے' ہر وہ کام جو بارگاہِ الٰہی میں ناپسندیدہ ہے' اہل بیت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے پاک کرنے پر قادر ہے اور اس ضمن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے:

''میں اور میرے اہل بیت گناہوں سے پاک ہیں۔''

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سورۂ احزاب کی آیت میرے گھر میں نازل ہوئی تھی اور جب یہ آیت نازل ہوئی میں اس وقت دروازے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں اہل بیت ہوں؟

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری ازواج اہل بیت ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سورۂ احزاب کی آیت نازل ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چالیس روز تک فجر کے وقت مسلسل اپنی بیٹی حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے دروازے پر تشریف لے جاتے رہے اور فرماتے رہے:

''اے میرے اہل بیت! تم پر اللہ کی سلامتی، رحمت اور برکت نازل ہو، نماز پڑھو تاکہ اللہ تم پر رحم فرمائے۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس آیت مبارکہ کے نزول کے چھ ماہ بعد تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر فجر کے وقت جاتے رہے اور باآوازِ بلند فرماتے:

''اے میرے اہل بیت! نماز پڑھو، اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ وہ نبی کے گھر والوں سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور فرما دے اور تمہیں پاک صاف کر دے۔''

طبرانی کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار کون ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا، حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اللہ عزوجل کے حضور یوں گویا ہوئے:

''اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجتہ الوداع کے موقع پر فرمایا:

''میں تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب

Marfat.com

اور دوسرا میرے اہل بیت۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ عزوجل سے محبت کرو کہ وہ تمہیں تمام نعمتوں سے سرفراز فرماتا ہے اور مجھ سے محبت اللہ عزوجل کی خاطر کرو جبکہ میرے اہل بیت سے محبت میرے سبب سے کرو۔"

تفسیر کبیر میں منقول ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص میرے اہل بیت کی محبت میں فوت ہوا اس نے شہادت کی موت پائی اور جو شخص میرے اہل بیت سے بغض رکھ کر مرا وہ کافر ہو کر مرا۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں رونق افروز تھے۔ انصارِ مدینہ نے جب دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصارف بہت زیادہ ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمدن کچھ نہیں تو انہوں نے اپنا مال واسباب جمع کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغی کاوشوں اور نظر کرم سے ہمیں ہدایت نصیب ہوئی' ہم دیکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخراجات زیادہ ہیں لیکن آمدی کچھ نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری جانب سے یہ مال ہدیۃً قبول فرمالیں۔ جس وقت انصار یہ بات کر رہے تھے اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورۃ الشعراء کی آیت ذیل نازل ہوئی:

"(یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرما دیجئے کہ میں اس دعوتِ حق پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا بجز اپنے قرابت داروں کی محبت کے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:

"جس شخص نے نماز پڑھی اور اس نے مجھ پر اور میرے اہل بیت پر

Marfat.com

درود نہ پڑھا تو اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔''

صواعق محرقہ میں منقول ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مومن اور متقی شخص مجھ سے اور میرے اہل بیت سے محبت رکھتا ہے جبکہ منافق اور شقی القلب ہم سے بغض رکھتا ہے۔''

ایک اور موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جو میرے اہل بیت کے ساتھ بغض رکھتا ہے وہ منافق ہے۔''

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

''روزِ محشر میں چار آدمیوں کی سفارش کروں گا۔ اول وہ جو میرے اہل بیت سے محبت رکھے' دوم وہ جوان کی ضروریات کو پورا کرنے والا ہو' سوم وہ جب میرے اہل بیت بحالت مجبوری اس کے پاس آئیں تو ان کے معاملات احسن طریقے سے نپٹائے اور چہارم وہ جو دل و زبان سے ان کی محبت کا اقرار کرنے والا ہو۔''

مندرجہ بالا فرمانِ الٰہی اور حدیث نبوی ﷺ کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کے مراتب اور ان کی شان کو بیان کیا جائے تاکہ وہ لوگ جو انجانے میں حضور نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کی شان میں گستاخی کرتے ہیں وہ جان لیں کہ اللہ عزوجل اور حضور نبی کریم ﷺ کے نزدیک ان کے اہل بیت کی کیا شان ہے؟ اہل بیت کون ہیں؟ اس کی وضاحت ہم قرآنی آیات اور حدیث کی روشنی میں بیان کر چکے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے اہل بیت وہ لوگ ہیں جن پر صدقہ کا مال حرام ہے۔ ان حضرات میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ' حضرت سیدنا عقیل رضی اللہ عنہ' حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ' حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اور ان کی اولادیں شامل ہیں۔

Marfat.com

فضائل ومناقب حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جگر گوشہ خاتونِ جنت حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے صاحبزادوں حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے بے پناہ الفت ومحبت تھی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا کرتے تھے کہ میرے بیٹوں کو میرے پاس لاؤ۔ پس جب وہ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو لے کر حاضر خدمت ہوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کو سینہ اقدس سے لگاتے اور پیار کرتے تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر چھوڑ دیا:

مشکوٰۃ شریف میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اس حال میں نظر آئے کہ دونوں نے سرخ رنگ کی قمیصیں پہن رکھی تھیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے ان دونوں شہزادوں کو دیکھا تو منبر سے اتر گئے اور ان دونوں کو پکڑ کر گود میں اٹھالیا۔

میزان کے پلڑے:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ، آپ کی

Marfat.com

دائیں اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب گود میں تشریف فرما ہیں جبکہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا ' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تشریف فرما ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر فرمایا:

''اے علی (رضی اللہ عنہ)! حسن (رضی اللہ عنہ) اور حسین (رضی اللہ عنہ) دونوں میزان کے پلڑے ہیں جبکہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) اس کا ترازو ہے اور ترازو دو پلڑوں پر ہی قائم رہتا ہے جبکہ تم روزِ محشر لوگوں کا اجر تقسیم کرو گے۔''

آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا:

ایک دفعہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہم تختی لکھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے اور عرض کرنے لگے: نانا جان! دونوں میں سے کس کا خط اچھا ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے کسی ایک کی دل شکنی نہیں کرنا چاہتے تھے کہ اسے رنج نہ پہنچے خود فیصلہ نہ فرمایا اور ان کو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا کہ وہ فیصلہ کریں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی خود فیصلہ نہ کیا اور ان کو حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا۔

انہوں نے فرمایا کہ مجھے خط کی زیادہ پہچان نہیں ہے اس لیے میں یہ سات موتی زمین پر ڈالتی ہوں۔ تم میں سے جو زیادہ موتی چن لے گا اسی کی تختی اچھی ہوگی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے موتی ہوا میں اچھال دیئے اور جب زمین پر گرے تو جنت کے شہزادوں نے ان کو چننا شروع کیا۔ دونوں نے تین تین موتی چن لیے۔ اب دونوں میں سے کوئی ایک ساتواں موتی اٹھا سکتا تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور ساتواں موتی اٹھالیا اور اللہ عزوجل کے حکم سے اس کے دو ٹکڑے کردیئے اور دونوں شہزادوں نے آدھا آدھا اٹھالیا۔ دونوں شہزادوں میں سے کسی کو شکست کا منہ نہ دیکھنا پڑا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آبدیدہ ہوگئے اور فرمایا آج اللہ تبارک وتعالیٰ کو ان کی اتنی رنجیدگی بھی منظور نہیں اور ایک وقت آئے گا دونوں کو آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا۔

Marfat.com

حسین (رضی اللہ عنہ) کو پکڑ لو:

بچپن میں ایک روز حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ آپس میں کشتی کر رہے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ حسن (رضی اللہ عنہ)، حسین (رضی اللہ عنہ) کو پکڑ لو۔ جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بابا جان! آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے بھائی کو کہتے ہیں کہ وہ چھوٹے بھائی کو پکڑ لے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل (علیہ السلام) بھی تو حسین (رضی اللہ عنہ) سے کہہ رہے ہیں کہ وہ حسن (رضی اللہ عنہ) کو پکڑ لیں۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہم، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش میں:

ترمذی شریف میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کمبل اوڑھ رکھا ہے اور اس میں کوئی شے حرکت کر رہی ہے۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کمبل مبارک کھول دیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش میں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں میری بیٹی کے بیٹے ہیں اور میں اللہ سے ان کے لئے دعا کرتا ہوں کہ مجھے ان سے محبت ہے تو بھی ان سے محبت فرما اور جو ان سے محبت کرے تو اس سے محبت کر۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سینہ اقدس کو سونگھتے:

ترمذی شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حسنین کریمین رضی اللہ عنہم سے محبت ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگر گوشہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا کرتے تھے کہ میرے بیٹوں کو میرے پاس لاؤ

Marfat.com

پھر جب حسنین کریمین رضی اللہ عنہم' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سینہ اقدس کو سونگھتے اور انہیں بوسہ دیتے۔

با پیادہ حج:

حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ با پیادہ حج کئے کرتے تھے یہاں کہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاؤں مبارک میں ورم پڑ جایا کرتے تھے۔

سوار کیسا ہے؟

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کندھے پر حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو اٹھا رکھا تھا کسی نے دیکھا تو کہا کہ کیا خوب سواری ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوار بھی تو کیسا ہے؟

میرے حسن (رضی اللہ عنہ) کو کوئی تکلیف نہ پہنچے:

طبقات ابن سعد میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی حالت میں سجدہ ریز ہوتے تو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ تشریف لا کر کمر مبارک پر سوار ہو جاتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سجدہ کو لمبا کر دیتے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ خود اپنی مرضی سے نہ اترتے۔

ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حالت رکوع میں تھے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک کے اندر گھس گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رکوع کو لمبا کر دیا یہاں تک کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ دوسری جانب نہ نکل گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب اس بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ میرے حسن (رضی اللہ عنہ) کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

Marfat.com

دو گروہوں میں صلح:

صحیح بخاری شریف میں حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سیّد ہے اور اللہ عزوجل اس کی وساطت سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کروائے گا۔ چنانچہ جب آپ رضی اللہ عنہ اپنے والد بزرگوار حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد منصب خلافت پر فائز ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی اور مسلمانوں کو پھر سے ایک خلافت پر اکٹھا کیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی دوسرا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت نہیں رکھتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنی عادات و اطوار اور شکل و صورت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھے۔

خون خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر
ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام
ان کی بالا شرافت پہ اعلیٰ درود
ان کی والا سیادت پہ لاکھوں سلام

111679

Marfat.com

نام ونسب

ابو محمد، جگر بند مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ریحانِ دل مرتضیٰ رضی اللہ عنہ وقرۃ العین زہرا رضی اللہ عنہا حسن بن علی رضی اللہ عنہم کا نام مبارک ''حسن (رضی اللہ عنہ)'' ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جگر گوشہ شہزادیٔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، طیبہ، طاہرہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور برادرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، مقتدائے جملہ اولیاء واصفیاء، حیدرِ کرار، شیر خدا حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔

نسب:

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب حسب ذیل ہے:

''حسن بن علی بن ابو طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی۔''

نام مبارک اللہ عزوجل نے تجویز فرمایا:

طبقات ابن سعد میں منقول ہے کہ جس وقت حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ تولد ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ تم نے فرزند کا نام کیا تجویز کیا ہے؟ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری اتنی مجال کہاں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے بچے کا نام رکھوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مختارِ کل ہیں جو نام تجویز کریں گے وہی اس بچے کا نام ہوگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب

Marfat.com

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو خاموش ہو گئے۔ اس دوران حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور سلام عرض کرنے کے بعد کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ عزوجل نے اس بچے کا نام ''حسن (رضی اللہ عنہ)'' رکھا ہے۔ پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کا نام ''حسن (رضی اللہ عنہ)'' رکھا۔

''حسن'' کے معنی:

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا نام مبارک اللہ عزوجل نے رکھا اس کے معنی ہیں حسن و جمال والا۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ بھی حسن و جمال میں یکتا تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ شکل و صورت میں اپنے نانا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سر سے لے کر پاؤں تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھے اور کوئی بھی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر مشابہت نہ رکھتا تھا۔

کنیت:

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی کنیت ''ابو محمد'' ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی یہ کنیت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز فرمائی۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اپنی اس کنیت کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ میری یہ کنیت زمانہ جاہلیت سے اب تک کسی کی نہ ہوئی۔

Marfat.com

القابات

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے کثیر القابات تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے چند القابات جن کا ذکر کتب سیر میں کثرت سے منقول ہے ذیل ہیں۔

سیّد:

سیّد کے معنی سردار کے ہیں۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا یہ لقب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے لئے تجویز فرمایا۔ مشکوۃ شریف میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث منقول ہے جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسن وحسین (رضی اللہ عنہم) جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

طیب:

طیب کے معنی پاک کے ہیں۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو ان کے نیک خصائل اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہری و باطنی مشابہت کی وجہ سے ''طیب'' کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

امین:

امین' امن سے مشتق ہے اور حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے امن کی خاطر خلافت کوٹھکرا دیا تا کہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح ہو سکے اسی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ ''امین'' کے لقب سے بھی مشہور ہوئے۔

Marfat.com

تقی:

تقی کے معنی پرہیزگاری کے ہیں اور اسی سے لفظ تقویٰ نکلا ہے جس کے معنی اللہ عزوجل کے خوف کے ہیں۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ چونکہ اپنی پرہیزگاری اور خوفِ خدا کی وجہ سے مشہور تھے اسی لئے ''تقی'' کے لقب سے بھی مشہور ہوئے۔

زکی:

زکی کے معنی پاک کے ہیں۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اپنی عصمت وطہارت کی وجہ سے ''زکی'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔

صفوۃ اللہ:

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو یہ لقب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا۔

مجتبیٰ:

مجتبیٰ کے معنی رفعت کے ہیں۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اپنی پاکیزگی اور اعلیٰ کردار کی وجہ سے بلند مراتب پر فائز تھے اسی وجہ سے ''مجتبیٰ'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔

شبیہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا ایک لقب ''شبیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' ہے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہری وباطنی مشابہت رکھتے تھے۔

Marfat.com

ولادت باسعادت

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ ۳ھ میں تولد ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے نام کی طرح حسن و جمال میں بے مثل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ظاہری و باطنی علوم سے آراستہ اور ان علوم پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ روایات میں آتا ہے کہ جس وقت آپ رضی اللہ عنہ تولد ہوئے اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میرے بیٹے کو لاؤ۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا گود میں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو لے کر حاضر ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے داہنے کان میں اذان دی اور پھر بائیں کان میں تکبیر کہی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں روز حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا عقیقہ کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کے بال منڈوائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرات کریں۔ نیز اسی روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا ختنہ کروایا اور نام مبارک رکھا۔ چنانچہ اسی نسبت سے یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کہلائی۔

ترمذی شریف کی روایت کے مطابق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں روز حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے ختنہ کروائے۔

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کا مختصر بیان

محبوبِ خدا' تاجدارِ انبیاء علیہم السلام' باعث تخلیق کائنات' خاتم الانبیاء علیہم السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۲ ربیع الاول بروز سوموار واقعہ فیل کے قریباً دو ماہ بعد اس دنیا میں تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد بزرگوار کا نام حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ کا نام حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد بزرگوار حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا وصال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے قبل ہو گیا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اس دنیا میں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام ذمہ داری آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب نے اپنے ذمہ لے لی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قریش کے رواج کے مطابق حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کر دیا گیا جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی ماں کہلائیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چھ برس کے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد بزرگوار حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک پر لے گئیں۔ سفر سے واپسی پر ان کی طبیعت خراب ہوگئی اور ان کا وصال ہو گیا۔ والدہ ماجدہ کے وصال کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذمہ داری حضرت عبدالمطلب نے اٹھائی اور اس کو نہایت احسن طریقہ سے نبھایا۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک آٹھ برس ہوئی تو حضرت عبدالمطلب بھی اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذمہ داری حضرت ابوطالب نے اٹھالی۔

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک ابھی بارہ برس تھی کہ حضرت ابو طالب آپ ﷺ کو اپنے ہمراہ ملک شام بغرضِ تجارت لے گئے۔ دورانِ سفر ایک بادل آپ ﷺ پر سایہ کئے رہا تا کہ آپ ﷺ پر سفر کی صعوبتیں آسان ہو جائیں۔ جب یہ تجارتی قافلہ بصرہ کے نزدیک پہنچا تو وہاں ایک عیسائی راہب بحیرا نے آپ ﷺ کو پہچان لیا اور آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا کہ یہ دونوں جہانوں کے سردار ہیں اور اللہ عزوجل نے انہیں دونوں جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ پھر بحیرا نے حضرت ابو طالب کو نصیحت کی کہ انہیں مکہ مکرمہ واپس لے جائیں اور ان کی حفاظت فرمائیں۔ اگر آپ نے سفر جاری رکھا تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہودی انہیں نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کریں۔ حضرت ابو طالب نے جب بحیرا کی بات سنی تو مزید سفر کا ارادہ ترک کر کے واپس مکہ مکرمہ لوٹ آئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک جب پچیس برس ہوئی تو آپ ﷺ کا نکاح ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوا جن سے آپ ﷺ کی چار بیٹیاں اور دو بیٹے تولد ہوئے۔ آپ ﷺ کے بیٹے کم سنی میں ہی وصال فرما گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک پینتیس برس تھی جب خانہ کعبہ کی از سرِ نو تعمیر کی گئی۔ اس دوران جب خانہ کعبہ کی تعمیر مکمل ہونے کے بعد حجر اسود کو اس کی جگہ رکھنے کا موقع آیا تو تمام قبائل میں لڑائی شروع ہو گئی کیونکہ ہر ایک چاہتا تھا کہ یہ سعادت اسے نصیب ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس جھگڑے کا حل یہ بتایا کہ تمام قبائل کے سردار ایک بڑی چادر لے کر اس کے کنارے تھام لیں اور حجر اسود کو اس چادر کے درمیان رکھ کر مطلوبہ جگہ پر لے جائیں۔ چنانچہ جب حجر اسود کو لے کر مطلوبہ مقام پر پہنچایا گیا تو آپ ﷺ نے اسے اٹھا کر اپنے ہاتھوں سے نصب کیا۔ آپ ﷺ کے اس فیصلہ سے تمام سردار بھی خوش ہو گئے اور مکہ مکرمہ خونریزی سے بھی بچ گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ اپنی نوجوانی سے ہی مکہ مکرمہ میں صادق اور امین کے لقب

Marfat.com

سے مشہور تھے اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اپنی امانتیں رکھوایا کرتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک چالیس برس ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حضرت جبرائیل علیہ السلام پہلی وحی لے کر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منصب نبوت پر فائز کیا گیا۔

ابتداء میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خفیہ طور پر دعوتِ تبلیغ شروع فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا۔ ان کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بچیوں نے دین اسلام قبول کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوست حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور ان کی وساطت سے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور ان کے علاوہ چند اور لوگ تھے جنہوں نے ابتداء میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار کیا اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اعلانیہ دعوت کا حکم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کی دعوت کی اور انہیں اپنی نبوت سے آگاہ کیا اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی۔ قریش نے انکار کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانی دشمن ہو گئے۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت ابوطالب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا اور حتی الامکان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قریش اور مشرکین مکہ کے ظلم و ستم سے بچائے رکھا۔ بعدازاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اہل و عیال سمیت شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا۔

۵ نبوی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کے ایک گروہ کو حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ اس قافلہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور داماد حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ ۶ نبوی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے تو مشرکین مکہ کے مظالم میں کسی حد تک کمی واقع ہوئی مگر پھر بھی وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ

Marfat.com

کرام رضی اللہ عنہم کو تنگ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔

۱۰ نبوی میں حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت ابوطالب نے اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا اور ان کے کچھ عرصہ بعد آپ ﷺ کی زوجہ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئیں جس کی وجہ سے اس سال کو عام الحزن کا نام دیا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محنت سے روز بروز مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ اس دوران جب لوگ حج کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لاتے تو آپ ﷺ انہیں بھی دعوتِ حق دیتے رہتے۔ آپ ﷺ کی دعوتِ حق کے نتیجہ میں مدینہ منورہ جس کا اس وقت نام یثرب تھا کچھ لوگ مسلمان ہو گئے جنہوں نے آپ ﷺ کو مدینہ منورہ آنے کی دعوت دی۔

۱۳ نبوی میں حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ عزوجل کے حکم سے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرمائی۔ آپ ﷺ کے ساتھ ہجرت کے سفر میں یارِ غار حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمراہ تھے جبکہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے بستر پر لٹایا۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے اہل و عیال کو بھی مدینہ منورہ بلا لیا۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ کا رشتہ قائم کیا جس کی مثال تاریخ انسانی میں کہیں نہیں ملتی۔

حضور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی مدینہ منورہ میں جس جگہ بیٹھی تھی وہ جگہ دو یتیم بھائیوں کی تھی جسے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر خریدا اور وہاں مسجد نبوی ﷺ کی بنیاد رکھی گئی۔ مسجد نبوی ﷺ سے متصل ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجرہ مبارک کی تعمیر ہوئی۔ اس مسجد کے ساتھ اصحابِ صفہ کا چبوترہ تعمیر کیا گیا۔ مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر کے ساتھ ہی حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو مؤذن منتخب کیا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے دین اسلام کی پہلی اذان کہی۔

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں قیام کے ساتھ ہی مدینہ منورہ کے اطراف میں موجودہ یہود قبائل کے ساتھ امن معاہدے کئے جن میں اس بات کو طے کیا گیا کہ کوئی فریق دوسرے کے مذہب کے بارے میں کوئی بات نہیں کرے گا اور اگر ایک فریق حالت جنگ میں ہوگا تو دوسرا فریق اس کی مدد کرے گا۔

رمضان المبارک ۲ھ میں حق و باطل کے درمیان پہلا معرکہ ہوا۔ یہ معرکہ بدر کے مقام پر ہوا جہاں مشرکین مکہ ایک ہزار کا لشکر لے کر مسلمانوں کے مقابلہ میں آئے۔ لشکر اسلام میں تین سو تیرہ جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جنگ شروع ہونے سے قبل اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس مٹھی بھر لشکر کی نصرت کے لئے دعا فرمائیے۔ اللہ عزوجل نے لشکر اسلام کی مدد فرمائی اور بے سروسامانی کے باوجود انہیں کفار پر غلبہ عطا فرمایا۔ معرکہ بدر میں مشرکین مکہ کے نامی گرامی سردار جہنم واصل ہوئے۔

حضور نبی کریم ﷺ اور یہود قبائل کے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا یہودیوں نے غزوہ بدر کے موقع پر اس کی خلاف ورزی کی اور مسلمانوں کی مدد نہ کی۔ چنانچہ غزوہ بدر کے فوراً بعد حضور نبی کریم ﷺ نے یہودیوں کے ایک بڑے قبیلہ بنوقینقاع کے خلاف لشکر اسلام ترتیب دیا۔ بنوقینقاع قلعہ بند ہو گئے مگر پندرہ روز کے محاصرہ سے ہی مغلوب ہو گئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں جلاوطن کر دیا۔

۳ھ ماہِ شوال میں حق و باطل کے درمیان ایک اور معرکہ احد کے مقام پر پیش آیا۔ مشرکین مکہ اس مرتبہ اپنے سرداروں کا بدلہ لینے کے لئے ایک مرتبہ پھر مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے۔ لشکر اسلام نے اس مرتبہ پھر بے سروسامانی کی حالت کے باوجود کفار کا بھرپور مقابلہ کیا اور انہیں شکست فاش سے دوچار کیا۔ جس وقت لشکر اسلام مالِ غنیمت اکٹھا کر رہا تھا اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے جس لشکر کو احد کی گھاٹی پر پہرہ دینے پر مقرر کیا تھا وہ بھی اپنی جگہ چھوڑ کر ان میں شامل ہو گیا۔ مشرکین مکہ نے پلٹ کر اس گھاٹی سے لشکر اسلام پر حملہ کر دیا

Marfat.com

جس سے لشکر اسلام کا بھاری جانی نقصان ہوا۔ اس دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی افواہ بھی پھیل گئی جو بعد میں جھوٹی ثابت ہوئی۔ اس غزوہ کے دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثاروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھرپور دفاع کیا اور اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے۔

غزوۂ احد میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے احد کی نمازِ جنازہ ادا فرمائی اور ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ شہدائے احد کو بغیر غسل دفن کیا گیا۔

ربیع الاول ۴ ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنونضیر کے خلاف لشکر اسلام ترتیب دیا کیونکہ بنونضیر نے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کے مطابق خلاف ورزی کی تھی۔ بنونضیر کچھ روز کی لڑائی کے بعد صلح پر آمادہ ہو گئے اور انہیں بھی علاقہ بدر کر دیا گیا جن میں سے کچھ لوگ خیبر اور کچھ لوگ ملک شام کی جانب چلے گئے۔

ذی قعدہ ۵ ھ میں حق و باطل کے درمیان ایک مرتبہ پھر معرکہ پیش آیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب مشرکین مکہ کی جنگی تیاریوں کے بارے میں خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے مدینہ منورہ میں ہی رہ کر دفاع کا ارادہ کیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ کے اطراف میں خندق کھدوانے کا مشورہ دیا جسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند کیا۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شانہ بشانہ خندق کی کھدائی میں حصہ لیا۔ جس وقت مشرکین مکہ حملہ آور ہوئے تو وہ شہر کے گرد خندق دیکھ کر پریشان ہو گئے اور شہر کے باہر ہی خیمہ زن ہو گئے۔ کچھ روز کے محاصرے کے بعد ایک روز تیز آندھی آئی جس سے ان کے خیمے اکھڑ گئے اور ان کے جانور بھاگ گئے جس کی وجہ سے مشرکین مکہ ایک مرتبہ پھر ذلیل و خوار واپس لوٹ گئے۔

غزوہ خندق کے دوران بنو قریظہ نے وعدہ خلافی کی اور مشرکین مکہ کی مدد کی۔

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر ترتیب دیا۔ لشکر اسلام تیس ہزار سپاہ پر مشتمل تھا۔ جب لشکر اسلام نے بنو قریظہ کا محاصرہ کیا تو انہوں نے پچیس دن کے محاصرے کے بعد ہتھیار ڈال دیئے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو منصف مقرر کیا گیا جنہوں نے فیصلہ دیا کہ بنو قریظہ کے تمام مردوں کو قتل کر دیا جائے ان کی عورتوں اور بچوں کو بطور مالِ غنیمت سمجھا جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کو سراہا اور فرمایا کہ تم نے اللہ عزوجل کے حکم کے مطابق فیصلہ سنایا۔

ذی قعدہ ۶ ھ میں حضور نبی کریم ﷺ قریباً چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ عمرہ کی سعادت کے لئے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ عسفان کے مقام پر پہنچے تو آپ ﷺ کو اطلاع ملی کے مشرکین مکہ جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجا تاکہ وہ انہیں بتا سکیں کہ ہم جنگ کے ارادہ سے نہیں بلکہ طوافِ کعبہ کی نیت سے آئے ہیں۔ جس وقت حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ کو مشرکین مکہ نے یرغمال بنالیا۔ اس دوران حضور نبی کریم ﷺ کے پاس افواہ پہنچی کہ مشرکین مکہ نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کیا اور ان سے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بدلہ لینے کے لئے بیعت کی۔ اس بیعت کو بیعت رضوان کہا جاتا ہے۔ جب مشرکین مکہ کو اس بیعت کے متعلق علم ہوا تو انہوں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو واپس بھیج دیا اور حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ معاہدہ کیا کہ وہ اگلے سال آئیں اور صرف تین دن مکہ مکرمہ میں قیام کریں۔ چونکہ یہ معاہدہ حدیبیہ کے مقام پر ہوا اس لئے اس معاہدہ کو تاریخ میں معاہدہ حدیبیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

۷ ھ میں غزوۂ خیبر کا معرکہ پیش آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی سربراہی میں لشکر اسلام نے یہودیوں کے سب سے بڑے گڑھ خیبر کی جانب پیش قدمی کی اور معاہدوں کی

Marfat.com

خلاف ورزی پر ان کی سرکوبی کا ارادہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے لشکر اسلام کا پرچم حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا جن کی سربراہی میں خیبر کا سب سے بڑا قلعہ قموص فتح ہوا۔ قموص کی فتح کے بعد یہودیوں کی کمر ٹوٹ گئی۔

۷ھ میں ہی مسلمانوں کا جو گروہ ملک حبشہ کی جانب ہجرت کر گیا تھا اس کے باقی ماندہ لوگ بھی مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ اسی سال حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ جو کہ اس وقت تک مشرک تھے ان کی صاحبزادی ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔

۷ھ میں ہی حضور نبی کریم ﷺ نے مختلف بادشاہوں کو دعوتِ اسلام کے خطوط لکھے۔ ان میں حبشہ کے شاہ نجاشی، شاہِ بحرین، شاہِ عمان نے دین اسلام قبول کر دیا اور حضور نبی کریم ﷺ سے ہر ممکن مدد کا وعدہ کیا جبکہ شاہِ ایران نے آپ ﷺ کا خط پھاڑ دیا اور اپنے بیٹے کے ہاتھوں جہنم واصل ہوا۔ شاہِ مصر نے آپ ﷺ کے خط کے جواب میں دو کنیزیں بطورِ تحفہ اور چند تحائف بھیجے۔ انہی کنیزوں میں ام المومنین حضرت ام ماریہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں جو آپ ﷺ کی زوجہ بنیں۔ شاہِ روم نے آپ ﷺ کے خط کے جواب میں خاموشی اختیار کیے رکھی اور کوئی جواب نہ دیا۔

ذی قعدہ ۷ھ میں حضور نبی کریم ﷺ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ہمراہ عمرہ کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ نے عمرہ ادا کیا اور اپنی آخری شادی ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے کی۔

۸ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے مختلف مہمات روانہ کیں جن میں معرکہ موتہ، معرکہ ذاتِ سلاسل اور معرکہ سیف البحر نمایاں ہیں۔

رمضان المبارک ۸ھ میں قریش کے حلیف قبیلہ بنوبکر نے مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنوخزاعہ پر چڑھائی کر دی اور انہیں شدید نقصان پہنچایا۔ بنوخزاعہ نے حضور نبی کریم

Marfat.com

ﷺ سے مدد کی درخواست کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے قریش کی جانب اپنا قاصد روانہ کیا اور ان سے کہا کہ مقتولوں کا خون بہا ادا کیا جائے اور قریش بنوبکر کی حمایت ترک کر دیں۔ اگر قریش اس کے انکاری ہیں تو پھر معاہدہ حدیبیہ کو ختم سمجھا جائے۔ قریش کے سرداروں نے معاہدہ حدیبیہ کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔ جس وقت قاصد واپس روانہ ہوا تو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو اس کے پیچھے مدینہ منورہ روانہ کر دیا گیا تاکہ وہ اس معاہدہ کو برقرار رکھ سکیں۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر قیام کیا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ' حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ' حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے سفارش کی کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ سے کہہ کر معاہدہ کو بحال کروا دیں مگر ان سب نے اس کی سفارش کرنے سے انکار کر دیا اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ ناکام واپس لوٹ آئے۔

رمضان المبارک ۸ ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک لشکر تیار کیا اور اپنی سربراہی میں مکہ مکرمہ کی جانب پیش قدمی شروع کی۔ راستہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ جو کہ دین اسلام قبول کرنے کے بعد ہجرت کے لئے مدینہ منورہ جا رہے تھے وہ مل گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں اور آپ رضی اللہ عنہ آخری مہاجر ہیں کیونکہ اب فتح مکہ کے بعد ہجرت کی کوئی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ جس وقت لشکر اسلام نے مکہ مکرمہ کے باہر پہنچ کر قیام کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ کوئی بھی بے جا خون نہیں بہائے گا اور جو ان سے مقابلہ کرے گا وہ اس سے مقابلہ کریں گے۔ اس دوران حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ لشکر اسلام میں تشریف لائے اور اتنے بڑے لشکر کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو لیا اور حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم اب بھی اسلام نہیں لاؤ گے کیا

Marfat.com

اب بھی وہ وقت نہیں آیا کہ تم اللہ عزوجل کی وحدانیت اور میری رسالت کا اقرار کرو۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پر توبہ کی اور کلمہ پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

۲۶ رمضان المبارک ۸ ھ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لشکر اسلام کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں اس شان سے داخل ہوئے کہ کوئی قتال نہ ہوا۔ مشرکین مکہ لشکر اسلام کے جاہ وجلال سے مرعوب ہو چکے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عام معافی کا اعلان کیا اور اس ضمن میں سب سے پہلے اپنے چچا حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا خون معاف کیا۔ بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چچازاد بہن حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کیا اور پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ہمراہ بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے۔ بیت اللہ شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعات نفل شکرانے کے ادا کئے اور خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کیا۔ نماز کا وقت ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ خانہ کعبہ کی چھت پر اذان دیں اور اللہ عزوجل کی وحدانیت کا اعلان کریں۔

فتح مکہ کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ واپس جانے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ حنین اور طائف کے قبائل لشکر اسلام کے خلاف جنگ کی تیاری کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قبائل کی سرکوبی فرمائی اور ان علاقوں میں بھی دین اسلام کا پرچم بلند کیا۔

رمضان المبارک ۹ ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک لشکر عظیم کے ہمراہ شام کی جانب روانہ ہوئے۔ شام کے سفر کے دوران مختلف علاقوں کو فتح کرتا ہوا لشکر اسلام تبوک کے مقام پر پہنچ گیا۔ تبوک کے مقام تک مسلسل سفر کی وجہ سے لشکر اسلام کافی تھک چکا تھا اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر اسلام کو واپس چلنے کا حکم دیا اور اسی کو کافی جانا۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری غزوہ تھا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود شامل ہوئے۔ اس غزوہ کے

Marfat.com

بعد آپ ﷺ نے مختلف سپہ سالاروں کی سربراہی میں لشکر بھیجے جنہوں نے دین اسلام کی فتوحات میں اضافہ کیا۔

ذی الحجہ ۹ ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو حج بیت اللہ کی ادائیگی کے لئے روانہ کیا۔ آپ ﷺ نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مناسک حج سکھائے اور انہیں تلقین فرمائی کہ وہ بیت اللہ شریف میں جا کر سب لوگوں کو مناسک حج سکھا دیں۔

فتح مکہ کے بعد عرب کے مختلف علاقوں سے وفود حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے اور اپنے اپنے قبائل سمیت دائرہ اسلام میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔ یوں بغیر جنگ وجدل کے کچھ ہی عرصہ میں دین اسلام جزیرہ نمائے عرب میں پھیل چکا تھا۔ اسی دوران حج کا موقع آ گیا۔ ذی قعدہ ۱۰ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے حج پر جانے کا اعلان فرمایا۔ اس موقع پر قریباً ایک لاکھ افراد مدینہ منورہ جمع ہو گئے۔ ۲۶ ذی قعدہ ۱۰ھ کو حضور نبی کریم ﷺ' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک کثیر تعداد کے ساتھ مدینہ منورہ سے حج بیت اللہ کی ادائیگی کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اور حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ کے نواح میں واقع ذوالحلیفہ میں قیام فرمایا۔ یہاں آپ ﷺ نے غسل کیا اور دو رکعت نماز ادا کی۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے احرام باندھا اور حج کی نیت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ اس موقع پر آپ ﷺ کی زبان پر تکبیر با آوازِ بلند جاری تھی:

> ''ہم حاضر ہیں اے اللہ! ہم حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں ہم حاضر ہیں تمام تعریفیں، نعمتیں اور حکومتیں تیری ہیں' تیرا کوئی شریک نہیں۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور عمرہ ادا کیا۔ ۹ ذی الحجہ کو آپ ﷺ نے میدانِ عرفات میں ذیل کا خطبہ دیا جسے خطبہ حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔ اس موقع پر

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''لوگو! زمانہ جاہلیت کے تمام دستور میرے قدموں تلے ہیں۔ اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ (آدم علیہ السلام) ایک ہے۔ اب نہ کسی عربی کو کسی عجمی اور نہ ہی کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت حاصل ہے' نہ ہی کسی گورے کو کسی کالے پر اور نہ ہی کسی کالے کو کسی گورے پر سوائے تقویٰ کے اور تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ تم اپنے غلاموں کو وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور انہیں پہننے کے لئے وہی دو جو تم خود پہنتے ہو۔ میں نے زمانہ جاہلیت کے تمام خون معاف کر دیئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا خون ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون معاف کرتا ہوں۔ میں زمانہ جاہلیت کے سود کے کاروبار کو بھی ختم کرتا ہوں اور سب سے پہلے اپنے چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کا سود ختم کرتا ہوں۔ عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو ان کا تم پر حق ہے اور تمہارا حق ان پر ہے۔ تمہاری جان و مال ایک دوسرے پر حرام ہے جس طرح یہ دن اور یہ شہر اور اس دن جب تم اپنے رب سے ملنے والے ہو۔ میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں جسے تم اگر مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ ہے اللہ کی کتاب اور میری سنت۔ اللہ نے ہر حق دار کو حق دیا ہے پس وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں ہے۔ بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے اور اس کا حساب اللہ کے ہاں ہو گا۔ لڑکا اپنے باپ کے علاوہ کسی سے نہ پکارا جائے گا اور نہ غلام کو اپنے آقا کے سوا کوئی نسبت ہو گی۔ جو کوئی ایسا

Marfat.com

کرے گا اس پر اللہ کی لعنت ہو گی۔ عورت کو یہ ہر گز جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے مال میں اس کی اجازت کے بغیر کچھ لے اور قرض کی اور مانگی ہوئی چیز کو واپس کیا جائے۔ تحفہ کا بدلہ تحفہ ہے اور ضامن پر تاوان واجب ہے۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے اس خطبہ کے اختتام پر تمام حاضرین سے دریافت فرمایا کہ جب تم سے میرے متعلق دریافت کیا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے؟ سب حاضرین نے بیک وقت کہا کہ ہم گواہی دیں گے کہ آپ ﷺ نے اللہ عزوجل کا پیغام ہم تک پہنچا دیا۔ آپ ﷺ نے ان کی بات سننے کے بعد آسمان کی جانب اشارہ کیا اور فرمایا کہ اے اللہ! تو گواہ رہنا۔

حضور نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کے بعد قرآن مجید کی آخری آیات نازل ہوئیں جن میں دین اسلام کے مکمل ہونے اور نعمت کو پورا کرنے کا بیان ہوا اور اللہ عزوجل نے فرمایا کہ میں آپ (ﷺ) سے راضی ہو گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے بعدازاں منیٰ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

''تمہارا خون' تمہارا مال اور تمہاری عزت تم پر اسی طرح حرام ہے جس طرح یہ دن' یہ مہینہ اور شہر۔ اگر تم پر کوئی حبشی غلام بھی حاکم بنا دیا جائے تو تم اس کی اطاعت کرنا جب تک وہ تمہیں اللہ کی کتاب کے مطابق چلائے۔''

حج بیت اللہ سے واپسی پر حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ پھر شام پر حملہ کے لئے لشکر اسلام ترتیب دیا جس کی سپہ سالاری حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے سپرد کی۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں یہ لشکر ۲۶ صفر المظفر ۱۱ھ کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوا اور رات ہونے کی وجہ سے مدینہ منورہ کے اطراف میں ہی قیام کیا۔ اگلے روز جب

Marfat.com

اس لشکر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی اطلاع ملی تو یہ لشکر وہیں رک گیا۔ ۲۶ صفر المظفر کی رات کو لشکر کی روانگی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع تشریف لے گئے اور ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ جنت البقیع سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت ناساز ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں قیام پذیر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو وہاں بلایا اور ان سب سے مشورہ کے بعد ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میں منتقل ہوگئے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میں منتقل ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت مزید ناساز ہونا شروع ہوگئی اور یوں محسوس ہونے لگا کہ حکم الٰہی آن پہنچا ہے۔ ۸ ربیع الاول ۱۱ھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نقاہت کے باعث حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امام مقرر فرمایا اور لوگوں کو ان کی امامت میں نماز ادا کرنے کا حکم دیا۔ اگلے روز جمعہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف نہ لائے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حسب فرمان نماز کی تیاری شروع کی۔ اس دوران حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ مجھے سہارا دے کر مسجد میں لے چلو۔ یہ دونوں حضرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہارا دے کر مسجد میں لے آئے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آہٹ سنی تو امامت سے پیچھے ہٹنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کے اشارہ سے انہیں نماز پڑھانے کا حکم دیا اور خود ان کی امامت میں نماز ادا فرمائی۔ نماز کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختصر سا خطاب کیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری خطاب تھا۔ بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میدانِ احد میں تشریف لے گئے اور شہدائے احد کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ وہاں سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت قدرے سنبھل گئی مگر ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت ایک مرتبہ پھر شدید ناساز ہوگئی۔ صبح فجر کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرۂ مبارک

Marfat.com

کا پردہ سرکایا اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت میں لوگوں کو نماز ادا کرتے دیکھ کر مسکرائے اور پردہ ڈال دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو مسواک چبا کر دینے کا کہا تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مسواک چبا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گود میں سر رکھ دیا اور اسی حالت میں وصال فرما گئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر آناً فاناً سارے شہر میں پھیل گئی۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ مبارک کے باہر جمع ہو گئے۔ ہر آنکھ اشکبار تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ' حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ نے دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ فرداً فرداً ادا کی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میر ہی مدفون کیا گیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء علیہم السلام ہیں۔ اللہ عزوجل ے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دین برحق کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے۔ قرآن مجید میں فرمانِ الٰہی ہوتا ہے کہ ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بڑے خلق کے ساتھ پیدا کیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں کہ میں محاسن اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ حضرت سعد بن ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ نے جب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق کیسا تھا؟ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کیا تو قرآن نہیں پڑھتا؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن تھا۔

ترمذی شریف میں ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت تیزی کے ساتھ جلدی جلدی گفتگو نہیں فرماتے تھے بلکہ نہایت ہی متانت اور سنجیدگی سے ٹھہر ٹھہر کر کلام فرماتے تھے' کلام اتنا صاف اور واضح ہوتا تھا کہ سننے والے اس کو سمجھ کر یاد کر لیتے تھے۔ اگر کوئی اہم بات ہوتی تو اس جملہ کو کبھی کبھی تین مرتبہ فرما

Marfat.com

دیتے تاکہ سامعین اس کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔ آپ ﷺ کو ''جوامع الکلم'' کا معجزہ عطاء کیا گیا تھا کہ مختصر سے جملہ میں لمبی چوڑی بات کو بیان فرمادیا کرتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور انسانوں سے افضل ہیں اس لئے آپ ﷺ کو افضل البشر بھی کہا جاتا ہے۔ روزِ محشر آپ ﷺ کو مقامِ محمود عطا کیا جائے گا اور جنت میں آپ ﷺ کا قیام حوضِ کوثر پر ہوگا۔ روزِ محشر تمام نسب وحسب منسوخ کردیئے جائیں گے سوائے آپ ﷺ کے نسب وحسب کے۔ روزِ محشر آپ ﷺ سب سے پہلے پلِ صراط سے گزریں گے جس کی بدولت آپ ﷺ کی امت کا پلِ صراط سے گزرنا آسان ہوجائے گا۔ آپ ﷺ سب سے پہلے اپنی قبر مبارک سے نکلیں گے اور آپ ﷺ کے ہمراہ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو آپ ﷺ پر درود وسلام پڑھتے ہوں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی تمام دنیاوی زندگی آزمائش سے بھرپور ہے۔ آپ ﷺ کی پیدائش سے قبل آپ ﷺ کے والد بزرگوار حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ وصال فرماگئے۔ ابھی آپ ﷺ محض چھ برس کے تھے کہ والدہ ماجدہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا وصال فرماگئیں۔ آٹھ برس کی عمر میں دادا حضرت عبدالمطلب وصال فرماگئے۔ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے دو بیٹے تولد ہوئے جو کم سنی میں ہی وصال فرماگئے۔ ۱۰ نبوی میں چچا حضرت ابوطالب وصال فرماگئے اور ان کے وصال کے کچھ دنوں بعد ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا وصال فرماگئیں۔ اعلانِ نبوت کے بعد تیرہ سال تک مشرکین مکہ کے مظالم برداشت کرتے رہے۔ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں تین صاحبزادیوں کا وصال آپ ﷺ کے سامنے ہوا۔ غزوات میں شامل رہے اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دلجوئی فرماتے رہے۔ کبھی پیٹ بھر کے کھانا نہیں کھایا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ مجھ پر دنیا کو پیش کیا گیا مگر میں نے فقر کو ترجیح دی۔ الغرض آپ ﷺ نے اپنی تمام زندگی مصائب ومشکلات کا سامنا کرتے ہوئے بسر کی۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے لئے حضور نبی کریم ﷺ کا اسوہ بہترین نمونہ

Marfat.com

ہیں کہ کس طرح مصائب میں صبر کیا جاتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ ہر قسم کے عیوب سے پاک تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے خلق عظیم سے غیر مسلم بھی متاثر تھے۔ آپ ﷺ کو صادق اور امین کے القاب دیئے گئے۔ آپ ﷺ نے اپنی تمام زندگی مہمان نوازی اور سادگی میں بسر فرمائی۔ معاشرے میں عدل وانصاف قائم کیا۔ آپ ﷺ کی بعثت سے قبل عرب میں بے شمار رسومات اور برائیاں پائی جاتی تھیں جن کی وجہ سے معاشرہ عدم استحکام کا شکار تھا۔ آپ ﷺ نے اپنی بعثت کے بعد معاشرے میں عدل وانصاف کو فروغ دیا اس لئے تاریخ انسانی میں آپ ﷺ کے دور کو سب سے بہترین دور قرار دیا جاتا ہے۔

تری خلق کو حق نے جمیل کہا
ترے خلق کو حق نے عظیم کہا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شہا
تیرے خالقِ حسن و ادا کی قسم

حضور نبی کریم ﷺ کے شمائل وخصائل

جسم مبارک:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا جسم مبارک نرم ونازک تھا۔ آپ ﷺ کا جسم مبارک ریشم سے بھی زیادہ نرم تھا اور جسم مبارک سے اتنی پیاری خوشبو آتی تھی کہ اس سے بہترین خوشبو کوئی دوسری نہ تھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے جسم اقدس کا رنگ گورا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ ﷺ کا مقدس بدن چاندی سے ڈھال کر بنایا گیا ہو۔

Marfat.com

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ خوش ہوتے تھے تو آپ ﷺ کا چہرہ انور اس طرح چمک اٹھتا تھا کہ گویا چاند کا ایک ٹکڑا ہے اور ہم لوگ اسی کیفیت سے حضور ﷺ کی شادمانی ومسرت کو پہچان لیتے تھے۔

جسم پاک کا سایہ نہ تھا:

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا سایہ نہیں تھا۔

مکھی، مچھر اور جوؤں سے محفوظ:

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے جسم پاک پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی اور نہ ہی کبھی جوئیں، کھٹمل یا مچھر نے آپ ﷺ کو کاٹا۔

مہر نبوت:

حضور نبی کریم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کے برابر مہر نبوت تھی۔ یہ بظاہر سرخی مائل ابھرا ہوا گوشت تھا۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت کو دیکھا جو کبوتر کے انڈے کی مقدار میں سرخ ابھرا ہوا ایک غدود تھا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ مہر نبوت کبوتر کے انڈے کے برابر تھی اور اس پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی:

اَللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ بِرَجْهٖ حَيْثُ كُنْتَ فَاِنَّكَ مَنْصُوْرٌ۔

''اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں (اے رسول ﷺ) آپ جہاں بھی رہیں گے آپ کی مدد کی جائے گی۔''

Marfat.com

قد مبارک:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت زیادہ لمبے تھے۔ نہ پستہ قد بلکہ آپ درمیانی قد والے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس جسم انتہائی خوبصورت تھا جب چلتے تھے تو کچھ خمیدہ ہو کر چلتے تھے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ طویل القامت تھے' نہ پستہ قد بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد تھے۔ بوقت رفتار ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بلندی سے اتر رہے ہیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل نہ آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد۔

سر اقدس:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ضخم الراس یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک بڑا تھا جو شاندار اور وجیہ ہونے کا نشان ہے۔

مقدس بال:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک نہ گھونگھر دار تھے نہ بالکل سیدھے' بلکہ ان دونوں کیفیتوں کے درمیان تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس بال پہلے کانوں کی لو تک تھے پھر شانوں تک خوبصورت گیسو لٹکتے رہتے تھے۔ مگر حجتہ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بالوں کو اتر وا دیا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر بالوں میں تیل بھی ڈالتے تھے اور کبھی کبھی کنگھی بھی کرتے تھے اور اخیر زمانہ میں بیچ سر مانگ بھی نکالتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس بال آخر تک سیاہ رہے سر اور داڑھی شریف میں بیس بالوں سے زیادہ سفید نہیں ہوئے تھے۔

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ نے حجتہ الوداع میں جب اپنے مقدس بال اتروائے تو وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بطور تبرک تقسیم ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہایت ہی عقیدت کے ساتھ ان موئے مبارک کو اپنے پاس محفوظ رکھا اور وہ ان کو اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز رکھتے تھے۔

رخِ انور:

حضور نبی کریم ﷺ کا چہرہ منور جمال الٰہی کا آئینہ اور انور تجلی کا مظہر تھا۔ نہایت ہی وجیہہ، پر گوشت اور کس قدر گولائی لئے ہوئے تھا۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو ایک مرتبہ چاندنی رات میں دیکھا۔ میں ایک مرتبہ چاند کی طرف دیکھتا اور ایک مرتبہ آپ ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھتا تو مجھے آپ ﷺ کا چہرہ چاند سے بھی زیادہ خوب صورت نظر آتا تھا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ کیا حضور نبی کریم ﷺ کا چہرہ چمک دمک میں تلوار کی مانند تھا؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ آپ ﷺ کا چہرہ چاند کی مثل تھا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے حلیہ مبارک کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جو آپ ﷺ کو اچانک دیکھتا وہ آپ ﷺ کے رعب و دبدبے سے ڈر جاتا اور پہچاننے کے بعد آپ ﷺ سے ملتا تو وہ آپ ﷺ سے محبت کرنے لگتا تھا۔

ابرو:

حضور نبی کریم ﷺ کی بھنوئیں دراز و باریک اور گھنے بال والی تھیں اور دونوں بھنوئیں اس قدر متصل تھیں کہ دور سے دونوں ملی جلی ہوئی معلوم ہوتی تھیں اور ان دونوں بھنوؤں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر جاتی تھی۔

Marfat.com

نورانی آنکھ:

حضور نبی کریم ﷺ کی آنکھیں بڑی بڑی اور قدرتی طور پر سرمگیں تھیں۔ پلکیں گھنی اور دراز تھیں' پتلی کی سیاہی خوب سیاہ اور آنکھ کی سفیدی خوب سفید تھی جن میں باریک باریک سرخ ڈورے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی مقدس آنکھوں کا یہ اعجاز ہے کہ آپ بیک وقت آگے پیچھے دائیں بائیں اوپر نیچے' دن رات' اندھیرے اجالے میں یکساں دیکھا کرتے تھے۔

ناک مبارک:

حضور نبی کریم ﷺ کی متبرک ناک خوبصورت دراز اور بلند تھی جس پر ایک نور چمکتا تھا جو شخص بغور نہیں دیکھتا وہ یہ سمجھتا تھا کہ آپ ﷺ کی مبارک ناک بہت اونچی ہے حالانکہ آپ ﷺ کی ناک بہت زیادہ اونچی نہ تھی بلکہ بلندی اس نور کی وجہ سے محسوس ہوتی تھی جو آپ ﷺ کی مقدس ناک کے اوپر جلوہ فگن تھا۔

پیشانی مبارک:

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے چہرہ انور کا حلیہ بیان کرتے ہیں کہ واسع الجبین یعنی آپ ﷺ کی مبارک پیشانی کشادہ اور چوڑی تھی۔ قدرتی طور پر حضور نبی کریم ﷺ کی پیشانی پر ایک نورانی چمک تھی۔

کان مبارک:

حضور نبی کریم ﷺ کی آنکھوں کی طرح آپ ﷺ کے کان میں بھی معجزانہ شان تھی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے خود اپنی زبان اقدس سے ارشاد فرمایا کہ اِنِّی اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ وَ اَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ یعنی میں ان چیزوں کو دیکھتا ہوں جن کو تم میں سے کوئی نہیں دیکھتا اور میں ان آوازوں کو سنتا ہوں جن کو تم میں سے کوئی نہیں سنتا۔

Marfat.com

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے سمع و بصر کی قوت بے مثال اور معجزانہ شان رکھتی تھی کیونکہ آپ ﷺ دور و نزدیک کی آوازوں کو یکساں طور پر سن لیا کرتے تھے۔

دندان مبارک:

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کے رخسار نرم و نازک اور ہموار تھے اور آپ ﷺ کا منہ فراخ' دانت کشادہ اور روشن تھے جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو آپ ﷺ کے دونوں اگلے دانتوں کے درمیان سے ایک نور نکلتا تھا اور جب کبھی اندھیرے میں آپ ﷺ مسکرا دیتے تو دندان مبارک کی چمک سے روشنی ہو جاتی تھی۔

زبان اقدس:

حضور نبی کریم ﷺ کی زبان اقدس وحی الٰہی کی ترجمان اور سرچشمہ آیات و فخرن معجزات ہے۔ اس کی فصاحت و بلاغت اس قدر حد اعجاز کو پہنچی ہوئی ہے کہ بڑے بڑے فصحاء و بلغاء آپ ﷺ کے کلام کو سن کر دنگ رہ جاتے تھے۔

آپ ﷺ کی مقدس زبان کی حکمرانی اور شان کا یہ اعجاز تھا کہ زبان سے جو فرما دیا وہ ایک آن میں معجزہ بن کر عالم وجود میں آ گیا۔

لعابِ دہن:

حضور نبی کریم ﷺ کا لعابِ دہن زخمیوں اور بیماریوں کے لئے شفاء اور زہروں کے لئے تریاق اعظم تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ کے معجزات کے بیان میں پڑھیں تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں غارِ ثور کے اندر سانپ نے کاٹا۔ اس کا زہر آپ ﷺ کے لعابِ دہن سے اتر گیا اور زخم اچھا ہو گیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے آشوبِ چشم کے لئے یہ لعاب دہن شفاء العین بن گیا۔ حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کی آنکھ

Marfat.com

میں جنگ بدر کے دن تیر لگا اور پھوٹ گئی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن سے ایسی شفاء حاصل ہوئی کہ درد بھی جاتا رہا اور آنکھ کی روشنی بھی برقرار رہی۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پہ تیر لگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا لعاب دہن لگا دیا' فوراً ہی خون بند ہو گیا اور پھر زندگی بھر ان کو کبھی تیر و تلوار کا زخم نہ لگا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں ایک کنواں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا تو اس کا پانی اتنا شیریں ہو گیا کہ مدینہ منورہ میں اس سے بڑھ کر کوئی شیریں کنواں نہ تھا۔

آواز مبارک:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام سے زیادہ خوبرو اور سب سے بڑھ کر خوش گلو' خوش آواز اور خوش کلام تھے۔ خوش آوازی کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر بلند آواز بھی تھے کہ خطبوں میں دور اور نزدیک والے سب' یکساں اپنی اپنی جگہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس کلام سن لیا کرتے تھے۔

پرنور گردن:

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک نہایت ہی معتدل' صراحی دار اور سڈول تھی۔ خوبصورتی اور صفائی میں نہایت بے مثل خوب صورت اور چاندی کی طرح صاف و شفاف تھی۔

دست رحمت:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ہتھیلیاں چوڑی پر گوشت کلائیاں لمبی بازو دراز اور گوشت سے بھرے ہوئے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی ریشم اور دیبا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم و نازک نہیں پایا اور نہ کسی خوشبو سے بہتر اور بڑھ کر خوشبودار پایا۔

Marfat.com

جس شخص سے آپ ﷺ مصافحہ فرماتے وہ دن بھر اپنے ہاتھوں کو خوشبودار پاتا۔ جس بچے کے سر پر آپ ﷺ اپنے دست اقدس کو پھیر دیتے تھے وہ خوشبو میں تمام بچوں سے ممتاز ہو جاتا تھا۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز ظہر ادا کی۔ پھر آپ ﷺ اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے اور میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ نکلا۔ آپ ﷺ کو دیکھ کر چھوٹے چھوٹے بچے آپ ﷺ کی طرف دوڑ پڑے تو آپ ﷺ ان میں سے ہر ایک کے رخسار پر اپنا دست رحمت پھیرنے لگے میں سامنے آیا تو میرے رخسار پر بھی آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک لگا دیا تو میں نے اپنے گالوں پر آپ ﷺ کے دست مبارک کی ٹھنڈک محسوس کی اور ایسی خوشبو آئی کہ گویا آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ کسی عطر فروش کی صندوقچی میں سے نکالا ہے۔

شکم و سینہ:

حضور نبی کریم ﷺ کا شکم و سینہ اقدس دونوں ہموار اور برابر تھے نہ سینہ شکم سے اونچا تھا۔ نہ شکم سینہ سے' آپ ﷺ کا سینہ چوڑا تھا اور سینہ کے اوپر کے حصہ سے ناف تک مقدس بالوں کی ایک پتلی سی لکیر چلی گئی تھی۔ مقدس چھاتیاں اور پورا شکم بالوں سے خالی تھا۔ ہاں شانوں اور کلائیوں پر قدرے بال تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا شکم صبر و قناعت کی ایک دنیا اور آپ کا سینہ معرفت الٰہی کے انوار کا سفینہ اور وحی الٰہی کا گنجینہ تھا۔

پائے اقدس:

حضور نبی کریم ﷺ کے مقدس پاؤں چوڑے' پر گوشت ایڑیاں کم گوشت والی تلوا اونچا جو زمین میں نہ لگتا تھا دونوں پنڈلیاں قدرے پتلی اور صاف و شفاف پاؤں کی نرمی اور نزاکت کا یہ عالم تھا کہ ان پر پانی ذرا بھی نہیں ٹھہرتا تھا۔

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ چلنے میں بہت ہی وقار و تواضع کے ساتھ قدم شریف کو زمین پر رکھتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ چلنے میں میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر تیز رفتار کسی کو نہیں دیکھا گویا زمین آپ ﷺ کے لئے لپیٹی جاتی تھی۔ ہم لوگ آپ ﷺ کے ساتھ دوڑا کرتے تھے اور تیز چلنے سے مشقت میں پڑ جاتے تھے مگر آپ ﷺ نہایت ہی وقار و سکون کے ساتھ چلتے رہتے تھے' مگر پھر بھی ہم سب لوگوں سے آپ ﷺ آگے ہی رہتے تھے۔

لباس مبارک:

حضور نبی کریم ﷺ زیادہ تر سوتی لباس پہنتے تھے۔ اون اور کتان کا لباس بھی کبھی کبھی آپ ﷺ نے استعمال فرمایا ہے۔ لباس کے بارے میں کسی خاص پوشاک یا امتیازی لباس کی پابندی نہیں فرماتے تھے۔ جبہ' قبا' پیرہن' تہبند' حلہ' چادر' عمامہ' ٹوپی' موزہ ان سب کو آپ ﷺ نے زیب تن فرمایا ہے۔ پائجامہ کو آپ ﷺ نے پسند فرمایا اور منیٰ کے بازاروں میں ایک پائجامہ خریدا بھی تھا لیکن یہ ثابت نہیں کہ کبھی آپ ﷺ نے پائجامہ پہنا بھی ہو۔

چادر:

حضور نبی کریم ﷺ کو یمن کی سوتی دھاری دار چادریں بے حد پسند تھیں۔ آپ ﷺ زیادہ تر یمن کی چادریں ہی استعمال کرتے تھے۔

عمامہ شریف:

حضور نبی کریم ﷺ عمامہ شریف میں شملہ چھوڑتے تھے جو کبھی ایک شانہ پر اور کبھی دونوں شانوں کے درمیان پڑا رہتا تھا۔ آپ ﷺ کا عمامہ سفید' سبز' زعفرانی' سیاہ رنگ کا تھا۔ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ کالے رنگ کا عمامہ باندھے ہوئے تھے۔

Marfat.com

عمامہ کے نیچے ٹوپی ضرور ہوتی تھی۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے اور مشرکین کے عماموں میں یہی فرق و امتیاز ہے کہ ہم ٹوپیوں پر عمامہ باندھتے ہیں۔

کملی:

حضور نبی کریم ﷺ کملی بھی بکثرت استعمال فرماتے تھے یہاں تک کہ بوقت وصال بھی ایک کملی اوڑھے ہوئے تھے۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک موٹا کمبل اور ایک موٹے کپڑے کا تہبند نکالا اور فرمایا کہ انہی دونوں کپڑوں میں حضور نبی کریم ﷺ نے وصال فرمایا۔

نعلین پاک:

حضور نبی کریم ﷺ کی نعلین اقدس کی شکل وصورت اور نقشہ بالکل ایسا ہی تھا جیسے ہندوستان میں چپل ہوتے ہیں۔ چمڑے کا ایک تلا ہوتا تھا جس میں تسمے لگے ہوتے تھے۔ آپ ﷺ کی مقدس جوتیوں میں دو تسمے عام طور پر لگے ہوتے تھے جو کرومِ چمڑے کے ہوا کرتے تھے۔

سواری:

گھوڑے کی سواری حضور نبی کریم ﷺ کو بہت پسند تھی۔ گھوڑوں کے علاوہ اونٹ، خچر، حمار (عربی گدھا جو گھوڑے سے زیادہ خوبصورت ہوتا ہے) پر بھی سواری فرماتے تھے۔

پسندیدہ رنگ:

آپ ﷺ نے سفید، سیاہ، سبز، زعفرانی رنگوں کے کپڑے استعمال فرمائے ہیں مگر سفید کپڑا آپ ﷺ کو بہت زیادہ محبوب و مرغوب تھا، سرخ رنگ کے کپڑوں کو آپ ﷺ بہت زیادہ ناپسند فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سرخ رنگ کے کپڑے

Marfat.com

پہنے ہوئے بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ناگواری ظاہر فرماتے ہوئے دریافت فرمایا کہ یہ کپڑا کیسا ہے؟ انہوں نے ان کو جلا دیا۔ آپ ﷺ نے سنا تو فرمایا کہ اس کو جلانے کی کیا ضرورت نہیں تھی کسی عورت کو دے دینا چاہئے تھا کیونکہ عورتوں کے لئے سرخ لباس پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اسی طرح حضور ﷺ ایک مرتبہ ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو دوسرخ رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ اس نے آپ کو سلام کیا تو آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔

انگوٹھی:

آپ ﷺ نے بادشاہوں کے نام دعوت اسلام کے خطوط بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں نے کہا کہ سلاطین بغیر مہر والے خطوط کو قبول نہیں کرتے تو آپ ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی جس پر اوپر تلے تین سطروں میں **محمد رسول الله** (ﷺ) کندہ کیا ہوا تھا۔

خوشبو:

حضور نبی کریم ﷺ کو خوشبو بہت زیادہ پسند تھی۔ آپ ﷺ ہمیشہ عطر کا استعمال کیا کرتے تھے حالانکہ خود آپ ﷺ کے جسم اطہر سے ایسی خوشبو نکلتی تھی کہ جس گلی میں سے آپ ﷺ گزر جاتے تھے وہ گلی معطر ہو جاتی تھی۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ مردوں کی خوشبو ایسی ہونی چاہئے کہ خوشبو پھیلے اور رنگ نظر نہ آئے اور عورتوں کے لئے وہ خوشبو بہتر ہے کہ وہ خوشبو نہ پھیلے اور رنگ نظر نہ آئے۔ کوئی آپ ﷺ کے پاس خوشبو بھیجتا تو آپ ﷺ کبھی رد نہ فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ خوشبو کے تحفہ کو رد مت کرو کیونکہ یہ جنت سے نکلی ہوئی ہے۔

Marfat.com

سرمہ:

حضور نبی کریم ﷺ روزانہ رات کو ''اثمد'' کا سرمہ لگایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک سرمہ دانی تھی اس میں سے تین تین سلائی دونوں آنکھوں میں لگایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اثمد کا سرمہ لگایا کرو یہ نگاہ کو روشن اور تیز کرتا ہے اور پلک کے بال اگاتا ہے۔

نفاست پسندی:

حضور نبی کریم ﷺ کا مزاج اقدس نہایت ہی لطیف اور نفاست پسند تھا۔ ایک آدمی کو آپ ﷺ نے میلے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو ناگواری کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ اس سے اتنا بھی نہیں ہوتا کہ یہ اپنے کپڑوں کو دھولیا کرے۔

اسی طرح ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے بال الجھے ہوئے ہیں تو فرمایا کہ کیا اس کو کوئی ایسی چیز نہیں ملتی کہ یہ الجھے بالوں کو سنوار لے۔

اسی طرح ایک آدمی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بہت ہی خراب قسم کے کپڑے پہنے ہوئے آ گیا تو آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس کیا کچھ مال بھی ہے؟ اس نے عرض کیا کہ جی ہاں میرے پاس اونٹ بکریاں گھوڑے غلام سبھی قسم کا مال ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ عزوجل نے تم کو مال دیا ہے تم تو کو چاہئے کہ تمہارے اوپر اس کی نعمتوں کا کچھ نشان بھی نظر آئے یعنی اچھے اور صاف ستھرے کپڑے پہنو۔

پسندیدہ غذائیں:

حضور نبی کریم ﷺ کی مقدس زندگی چونکہ بالکل ہی زاہدانہ اور صبر و قناعت کا نمونہ تھی اس لئے آپ ﷺ کبھی لذیذ اور پر تکلف کھانوں کی خواہش ہی نہیں فرماتے تھے یہاں تک کہ کبھی آپ ﷺ نے چپاتی نہیں کھائی۔ پھر بھی بعض کھانے آپ ﷺ کو بہت

Marfat.com

پسند تھے جن کو بڑی رغبت کے ساتھ آپ ﷺ تناول فرماتے تھے۔ مثلاً عرب میں ایک کھانا ہوتا ہے جو "حیس" کہلاتا ہے یہ گھی پنیر اور کھجور ملا کر پکایا جاتا ہے اس کو آپ ﷺ بڑی رغبت کے ساتھ کھاتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ جو کی موٹی روٹیاں اکثر غذا میں استعمال فرماتے۔ سالنوں میں گوشت سرکہ، شہد، روغن زیتون، کدو خصوصیت کے ساتھ مرغوب تھے۔ گوشت میں کدو پڑا ہوتا تو پیالہ میں سے کدو کے ٹکڑے تلاش کر کے کھاتے تھے۔

آپ ﷺ نے بکری، دنبہ، بھیڑ، اونٹ، گورخر، خرگوش، مرغ، بٹیر، مچھلی کا گوشت کھایا ہے۔ اسی طرح کھجور اور ستو بھی بکثرت تناول فرماتے تھے۔ تربوز کو کھجور کے ساتھ ملا کر کھجور کے ساتھ ککڑی ملا کر روٹی کے ساتھ کھجور بھی کبھی کبھی تناول فرمایا کرتے تھے۔ انگور انار وغیرہ پھل فروٹ بھی کھایا کرتے تھے۔ ٹھنڈا پانی بہت مرغوب تھا۔ دودھ میں کبھی پانی ملا کر اور کبھی خالص دودھ نوش فرماتے۔ کبھی کشمش اور کھجور پانی میں ملا کر اس کا رس پیتے تھے جو کچھ پیتے تین سانس میں نوش فرماتے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے میز پر کبھی کھانا تناول نہیں فرمایا۔ ہمیشہ کپڑے یا چمڑے کے دستر خوان پر کھانا کھاتے مسند یا تکیہ پر ٹیک لگا کر یا لیٹ کر، کبھی کچھ نہ کھاتے نہ اس کو پسند فرماتے۔ کھانا صرف انگلیوں سے تناول فرماتے، چمچہ کانٹا وغیرہ سے کھانا پسند نہیں فرماتے تھے۔

روزمرہ کے معمولات:

حضور نبی کریم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ نمازِ فجر کے بعد آپ ﷺ اپنے مصلی پر بیٹھ جاتے۔ یہاں تک کہ آفتاب خوب بلند ہو جاتا عام لوگوں سے ملاقات کا یہی خاص وقت تھا لوگ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور اپنی حاجات وضروریات کو آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرتے آپ ﷺ ان کی ضروریات کو پوری فرماتے اور لوگوں کو

Marfat.com

مسائل و احکام اسلام کی تعلیم و تلقین فرماتے اور اپنے اور لوگوں کے خوابوں کی تعبیر بیان فرماتے اس کے بعد مختلف قسم کی گفتگو فرماتے کبھی کبھی لوگ زمانہ جاہلیت کی باتوں اور رسمون کا تذکرہ کرتے اور ہنستے تو حضور ﷺ بھی مسکرا دیتے۔ کبھی کبھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کو اشعار بھی سناتے۔ اکثر اسی وقت میں مال غنیمت اور وظائف کی تقسیم بھی فرماتے۔ جب سورج خوب بلند ہو جاتا تو کبھی چار رکعت کبھی آٹھ رکعت نماز چاشت ادا فرماتے۔ پھر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجروں میں تشریف لے جاتے اور گھریلو ضروریات کے بندوبست میں مصروف ہو جاتے اور گھر کے کام کاج میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی مدد فرماتے تھے۔

نماز عصر کے بعد حضور نبی کریم ﷺ تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو شرفِ ملاقات سے سرفراز فرماتے اور سب کے حجروں میں تھوڑی دیر ٹھہر کر گفتگو فرماتے پھر جس کی باری ہوتی وہیں رات بسر فرماتے۔ تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن وہیں جمع ہو جائیں۔ نمازِ عشاء تک آپ ﷺ ان سے بات چیت فرماتے رہتے۔ پھر نمازِ عشاء کے لئے مسجد میں تشریف لے جاتے اور مسجد سے واپس آ کر آرام فرماتے اور نمازِ عشاء کے بعد بات چیت کو ناپسند فرماتے۔

سونا جاگنا:

نمازِ عشاء پڑھ کر آرام کرنا عام طور پر یہی آپ ﷺ کا معمول تھا۔ سونے سے پہلے قرآن مجید کی کچھ سورتیں ضرور تلاوت فرماتے اور کچھ دعاؤں کا بھی ورد فرماتے۔ ہر اکثر یہ دعا پڑھ کر داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے:

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی

"یا اللہ! تیرا نام لے کر وفات پاتا ہوں اور زندہ رہتا ہوں۔"

نیند سے بیدار ہوتے تو اکثر یہ دعا پڑھتے:

Marfat.com

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَ اِلَیْہِ النُّشُوْرُ

''اس اللہ کے لئے حمد ہے جس کے بعد ہم کو زندہ کیا اور اسی کی طرف حشر ہوگا۔''

آدھی رات یا پہر رات رہے بستر سے اٹھ جاتے مسواک فرماتے۔ پھر وضو فرماتے تھے۔ خصوصیت کے ساتھ نمازِ تہجد ادا فرماتے تہجد کی نماز میں لمبی لمبی چھوٹی سورتیں پڑھتے۔ ضعف پیری میں کبھی کچھ رکعتیں بیٹھ کر بھی ادا فرماتے تھے۔ نمازِ تہجد کے بعد وتر پڑھتے اور پھر صبح صادق طلوع ہو جانے کے بعد سنت فجر ادا فرما کر نمازِ فجر کے لئے مسجد میں تشریف لے جاتے تھے۔ کبھی کبھی کئی کئی بار رات میں سوتے اور جاگتے اور قرآن مجید کی آیات تلاوت فرماتے اور کبھی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے گفتگو بھی فرماتے۔

رفتار:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی باوقار رفتار کے ساتھ چلتے تھے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بوقت رفتار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذرا جھک کر چلتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بلندی سے اتر رہے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر تیز چلتے تھے کہ گویا زمین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نیچے سے لپٹی جا رہی ہے۔ ہم لوگ آپ کے ساتھ چلنے میں ہانپنے لگتے اور مشقت میں پڑ جاتے تھے مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلا تکلف بغیر کسی مشقت کے تیز رفتاری کے ساتھ چلتے رہتے تھے۔

کلام:

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت تیزی کے ساتھ جلدی جلدی گفتگو نہیں فرماتے تھے بلکہ نہایت ہی متانت اور سنجیدگی سے ٹھہر ٹھہر کر کلام فرماتے تھے بلکہ کلام اتنا صاف اور واضح ہوتا تھا کہ سننے والے اس کو سمجھ کر

Marfat.com

یاد کر لیتے تھے۔ اگر کوئی اہم بات ہوتی تو اس جملہ کو کبھی کبھی تین مرتبہ فرما دیتے تا کہ سامعین اس کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ''جوامع الکلم'' کا معجزہ عطاء کیا گیا تھا کہ مختصر سے جملہ میں لمبی چوڑی بات کو بیان فرما دیا کرتے تھے۔

معجزات

پہاڑوں کا سلام کرنا:

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ میں ایک طرف کو نکلا تو میں نے دیکھا کہ جو درخت اور پہاڑ بھی سامنے آتا ہے اس سے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کی آواز آتی ہے اور میں خود اس آواز کو اپنے کانوں سے سن رہا تھا۔

درخت چل کر آیا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے ایک اعرابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اسلام کی دعوت دی۔ اس اعرابی نے سوال کیا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر کوئی گواہ بھی ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں! یہ درخت جو میدان کے کنارے پر ہے میری نبوت کی گواہی دے گا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخت کو بلایا اور وہ فوراً ہی زمین چیرتا ہوا اپنی جگہ سے چل کر بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو گیا اور اس نے باآواز بلند تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی گواہی دی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اشارہ فرمایا تو وہ درخت زمین پر چلتا ہوا اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔

رونے والا ستون:

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہلے منبر نہیں تھا کھجور کے تنے کا ایک ستون تھا۔ اسی سے

Marfat.com

ٹیک لگا کر حضور نبی کریم ﷺ خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ جب ایک انصاری عورت نے منبر بنوا کر مسجد نبوی ﷺ میں رکھا تو آپ ﷺ نے اس پر کھڑے ہو کر خطبہ دینا شروع کر دیا۔ کھجور کے اس ستون سے بچوں کی طرح رونے کی آواز آنے لگی اور بعض روایات میں آیا ہے کہ اونٹنیوں کی طرح بلبلانے کی آواز آئی۔ کھجور کے اس ستون کا رونا سن کر حضور نبی کریم ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے اور اپنا ہاتھ مبارک اس پر رکھ کر اسے سینے سے لگا لیا۔ وہ ستون ہچکیاں لے کر رونے لگ گیا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ نے اس ستون کو سینے سے بھینچ لیا تو اس ستون نے رونا بند کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ پہلے میں اس سے ٹیک لگا کر ذکر کرتا تھا اب نہیں کیا تو یہ رونے لگ گیا۔

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کے لئے دعا شہادت:

ایک روز حضور نبی کریم ﷺ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کے مکان میں کھانے کے بعد قیلولہ فرما رہے تھے کہ ناگہاں ہنستے ہوئے نیند سے بیدار ہوئے۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے ہنسی کی وجہ دریافت کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں مجاہدین کا ایک گروہ میرے سامنے پیش کیا گیا جو جہاد کی غرض سے دریا میں کشتیوں پر اس طرح بیٹھا ہوا سفر کرے گا جس طرح تخت پر بادشاہ بیٹھے رہا کرتے ہیں۔ یہ سن کر انہوں نے درخواست کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! دعا فرما دیجئے کہ میں بھی ان مجاہدین کے گروہ میں شامل رہوں۔ آپ ﷺ نے دعا فرما دی۔ چنانچہ حضرت امیر معاویہ کے زمانے میں جب بحری جنگ کا سلسلہ شروع ہوا تو حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا بھی مجاہدین کی اس جماعت کے ساتھ کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہوئیں اور دریا سے نکل کر جب خشکی پر آئیں تو سواری سے گر کر شہادت کا شرف حاصل کیا۔

برکت والی کلیجی:

ایک سفر میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سو تیس صحابہ کرام تھے۔ آپ

Marfat.com

ﷺ نے ان لوگوں سے دریافت فرمایا کہ تم لوگوں کے پاس کھانے کا سامان ہے؟ یہ سن کر ایک شخص ایک صاع آٹا لایا اور وہ گوندھا گیا۔ پھر ایک بہت تندرست لمبا چوڑا کافر بکریاں ہانکتا ہوا آپ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے اس سے ایک بکری خریدی اور ذبح کرنے کے بعد اس کی کلیجی کو بھوننے کا حکم دیا۔ پھر ایک سوتیس آدمیوں میں سے ہر ایک کا اس کلیجی میں سے ایک ایک بوٹی کاٹ کر حصہ لگایا۔ اگر وہ حاضر تھا تو اس کو عطا فرما دیا اور اگر وہ غائب تھا تو اس کا حصہ چھپا کر رکھ دیا۔ جب گوشت تیار ہوا تو اس میں سے دو پیالہ بھر کر الگ رکھ دیا۔ پھر باقی گوشت اور ایک صاع آٹے کی روٹی سے ایک سوتیس آدمیوں کی جماعت شکم سیر کھا کر آسودہ ہوگئی اور دو پیالہ بھر کر گوشت بچ گیا جس کو اونٹ پر لاد دیا گیا۔

بارگاہ رسالت میں اونٹ کی فریاد:

ایک بار حضور نبی کریم ﷺ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک اونٹ کھڑا ہوا زور زور سے چلا رہا تھا۔ جب اس نے آپ ﷺ کو دیکھا تو ایک دم بلبلانے لگا اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ آپ ﷺ نے قریب جا کر اس کے سر اور کنپٹی پر اپنا دست شفقت پھیرا تو وہ تسلی پا کر بالکل خاموش ہوگیا۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ لوگوں نے ایک انصاری کا نام بتایا۔ آپ ﷺ نے فوراً ان کو بلوایا اور فرمایا کہ اللہ عزوجل نے ان جانوروں کو تمہارے قبضہ میں دے کر ان کو تمہارا محکوم بنا دیا ہے لہٰذا تم لوگوں پر لازم ہے کہ تم ان جانوروں پر رحم کیا کرو تمہارے اس اونٹ نے مجھ سے تمہاری شکایت کی ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور اس کی طاقت سے زیادہ اس سے کام لے کر اس کو تکلیف دیتے ہو۔

اندھا بینا ہوگیا:

حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک اندھا حاضر ہوا اور اپنی تکالیف بیان کرنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہاری خواہش ہو تو میں دعا کردوں اور اگر چاہو

Marfat.com

تو صبر کرو یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔اس نے درخواست کی کہ یارسول اللہ ﷺ! میری بینائی کے لئے دعا فرما دیجئے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اچھی طرح وضو کر کے یہ دعا مانگو کہ یا اللہ! اپنے رحمت والے پیغمبر کے وسیلہ سے میری حاجت پوری کر دے۔

قبیلہ دوس کا اسلام:

حضرت طفیل دوسی رضی اللہ عنہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! قبیلہ دوس نے اسلام کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا لہٰذا آپ ﷺ اس قبیلہ کی ہلاکت کے لئے دعا فرما دیجئے۔لوگوں نے آپس میں یہ کہنا شروع کر دیا کہ اب آپ ﷺ کی دعا ہلاکت سے یہ قبیلہ ہلاک ہو جائے گا لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے قبیلہ دوس کے لئے یہ رحمت بھری دعا فرمائی:

''الٰہی! تو قبیلہ دوس کو ہدایت دے اور ان کو میرے پاس لا۔''

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ دعا قبول ہوئی اور پورا قبیلہ مسلمان ہو کر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو گیا۔

Marfat.com

والد بزرگوار حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کا نام ''علی'' اور لقب ''حیدر'' ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت 'ابوالحسن' اور ''ابوتراب'' ہے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کا نام ابوطالب ہے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد ہے اور آپ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور داماد ہیں۔

کنیت ''ابوتراب'' کی وجہ تسمیہ:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کنیت ''ابوتراب'' کی وجہ تسمیہ کتب سیر میں یوں منقول ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ اپنی زوجہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ناراض ہوگئے اور مسجد میں جا کر فرش پر لیٹ گئے جس سے آپ رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک کو مٹی لگ گئی۔ اس دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی سے ملنے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ناراض ہو کر مسجد میں چلے گئے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہ کو لینے کے لئے مسجد میں پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ سو رہے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے ابوتراب! اٹھ۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنی تو اٹھ کھڑے ہوئے۔ چنانچہ اس دن سے آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ''ابوتراب'' مشہور ہوگئی۔

سلسلہ نسب:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا والد ماجد کی جانب سے سلسلہ نسب کچھ یوں ہے:

Marfat.com

''علی بن ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی۔''

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد پہلی ہاشمی خاتون تھیں جو دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں۔

ولادت باسعادت:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے تیسویں سال پیدا ہوئے۔ یوں آپ رضی اللہ عنہ' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تیس برس چھوٹے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش خانہ کعبہ میں ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے منہ میں اپنا لعابِ دہن ڈالا اور آپ رضی اللہ عنہ کا نام ''علی'' بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز کیا۔ جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان کیا اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک دس سال تھی۔

قبولِ اسلام:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ پرورش پا رہے تھے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اُم المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو عبادت میں مصروف دیکھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا کر رہے ہیں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یہ کیسی عبادت ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اللہ کا دین ہے اور اللہ نے مجھے اپنے دین کی تبلیغ اور لوگوں کی رشد وہدایت کے لئے چنا ہے اور میں تمہیں اسی اللہ وحدہٗ لاشریک پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنی تو حیران ہو گئے اور پوچھا کہ میں نے پہلے کبھی اس دین کے بارے میں کچھ نہیں سنا اس بارے میں

Marfat.com

فیصلہ کرنا مشکل نظر آتا ہے اس لئے میں اس بارے میں اپنے والد سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: علی (رضی اللہ عنہ) تمہیں اس بات کا حق حاصل ہے لیکن ابھی تم اس بات کا ذکر کسی اور شخص سے نہ کرنا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے وعدہ کیا کہ وہ اس بات کا ذکر کسی سے نہیں کریں گے۔ چنانچہ اس رات جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سونے کے لئے لیٹے تو وہ اس بات پر غور کرتے ہوئے سو گئے۔ اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کے قلب کو روشنی عطا فرمائی اور آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد بزرگوار سے مشورہ کئے بغیر اگلے روز حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ان سے عرض کیا کہ مجھے دائرہ اسلام میں داخل فرمالیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو کلمہ توحید پڑھایا اور آپ رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ہجرت:

۱۱ نبوی میں حضور نبی کریم ﷺ حج کے لئے آنے والے قبائل کو دعوت اسلام دینے کے لئے منیٰ پہنچ گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے منیٰ میں عقبیٰ گھاٹی کے پاس جہاں آج ''مسجد العقبہ'' واقع ہے تشریف فرما ہوئے۔ قبیلہ خزرج کے چھ آدمی آپ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے ان کا نسب معلوم کیا۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں قرآن مجید کی چند آیات سنائیں اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ حضور نبی کریم ﷺ کی دعوت اور قرآن مجید کی آیات سن کر وہ بے اختیار پکار اٹھے کہ یہودی جس نبی آخری الزمان کی خوشخبری دیتے رہے ہیں وہ یقیناً آپ ﷺ ہی ہیں لہٰذا کہیں ایسا نہ ہو کہ یہودی ہم سے پہلے اسلام قبول کرلیں اور یہ کہتے ہوئے ان چھ حضرات نے اسلام قبول کرلیا اور واپس مدینہ منورہ جا کر اپنے خاندان اور رشتہ داروں کو بھی دین اسلام کی دعوت دینا شروع کردی۔

مکہ مکرمہ میں مشرکین مکہ کے مظالم جب حد سے بڑھ گئے تو حضور نبی کریم ﷺ

Marfat.com

اس دوران اسلام اور مسلمانوں کے لئے مدینہ منورہ کی شکل میں ایک پناہ گاہ تیار کر چکے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ عزوجل کے حکم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دعوتِ عام دی کہ وہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کر جائیں۔ اس طرح یکے بعد دیگرے کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کر گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ، حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ابھی تک مدینہ منورہ کی جانب ہجرت نہیں کی تھی۔

مشرکین مکہ نے جب دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کے لئے ایک محفوظ آماجگاہ مدینہ منورہ کی صورت میں ڈھونڈ لی ہے تو انہوں نے تمام سرداروں کی ایک کانفرنس بلائی جس میں یہ طے کیا گیا کہ تمام قبائل کا ایک ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کے گھر کے باہر اکٹھا ہو اور یکبارگی سے ان پر حملہ کر کے انہیں (نعوذ باللہ) قتل کر دیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کو بذریعہ وحی مشرکین مکہ کے ناپاک ارادوں کی خبر ہو گئی۔ آپ ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ صبح ہوتے ہی لوگوں کی وہ امانتیں جو حضور نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھیں وہ متعلقہ لوگوں کو واپس کرنے کے بعد مدینہ منورہ پہنچیں۔ حضور نبی کریم ﷺ، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹانے کے بعد خود حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے جہاں سے حضور نبی کریم ﷺ کا سفرِ ہجرت شروع ہوا۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! مجھے ہجرت کا حکم ہو گیا اور میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کرنے والا ہوں۔ میرے پاس لوگوں کی جو امانتیں ہیں وہ میں تمہارے سپرد کرتا ہوں تم ان امانتوں کو ان کے مالکوں تک پہنچا دینا۔ مشرکین مکہ نے میرے قتل کی منصوبہ بندی کی ہے اور وہ آج رات مجھے قتل کرنے کا ناپاک ارادہ رکھتے ہیں۔ تم میری یہ چادر اوڑھ

Marfat.com

لو اور میرے بستر پر لیٹ جاؤ۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے موجب بستر پر لیٹ گئے اور چادر اوڑھ لی۔ مشرکین مکہ نے رات بھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ جاری رکھا لیکن علی الصبح انہیں پتہ چلا کہ وہ جس مقصد کے لئے یہاں آئے تھے وہ تو ناکام ہو چکا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے باہر نکل چکے ہیں۔

ایک اور روایت یہ بھی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا اور خود سورۂ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے اور مٹھی بھر مٹی لے کر ان کفار کے منہ پر ماری جس سے ان کی آنکھیں اندھی ہو گئیں اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھ سکے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم با آسانی نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ مشرکین مکہ' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ ایک شخص نے ان کو آکر اطلاع دی کہ تم جن کا انتظار کر رہے ہو وہ مکہ مکرمہ سے جا چکے ہیں۔ مشرکین کی اس جماعت میں سے ایک شخص نے گھر کے اندر جا کر دیکھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر کسی کو سوتے پایا۔ جب انہوں نے اندر داخل ہو کر سوئے ہوئے کے اوپر سے چادر اتاری تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر پریشان ہو گئے۔ انہوں نے پوچھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں لیکن حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں جواب دیا کہ میں یہاں لوگوں کی امانتیں واپس کرنے کے لئے موجود ہوں نہ کہ تمہاری طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی کرنے پر' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی تم کر رہے تھے اس لئے تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ کہاں ہیں؟ مشرکین مکہ نے جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا جواب سنا تو وہ شرمندہ ہو کر واپس چلے گئے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق صبح ہوتے ہی لوگوں کی امانتیں واپس کیں اور خود تن تنہا مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب سفر

Marfat.com

ہجرت شروع کر دیا۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے نواح میں واقع ایک قصبہ ''قبا'' میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جا ملے۔ یہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسجد کی بنیاد رکھی جس کی تعمیر میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ حصہ لیا۔ اس مسجد کی تعمیر چونکہ جمعہ کے روز مکمل ہوئی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی نماز اس مسجد میں ادا کی اس لئے اس مسجد کا نام ''مسجد جمعہ'' پڑ گیا اور تاریخ میں یہ مسجد اسی نام سے مشہور ہوئی۔

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح:

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لاڈلی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کے لئے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہی جواب دیا کہ مجھے حکم الٰہی کا انتظار ہے۔ ایک دن حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ محو گفتگو تھے اور گفتگو کا موضوع تھا کہ ہمارے سمیت بے شمار شرفاء نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر نیک اختر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش ظاہر کی ہے لیکن ہم میں سے کسی کو اس بارے میں مثبت جواب نہیں ملا ایک علی (رضی اللہ عنہ) رہ گئے ہیں لیکن وہ اپنی تنگدستی کی وجہ سے خاموش ہیں ہمیں ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے تاکہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش کر سکیں۔ چنانچہ یہ حضرات اسی وقت حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے تو انہیں پتہ چلا کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس وقت ایک دوست کے باغ کو پانی دینے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ جب یہ حضرات اس جگہ پہنچیں تو انہوں نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس بات پر قائل کیا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی دختر نیک اختر کا رشتہ مانگیں انہیں یقین ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی

Marfat.com

جانثاری اور شرافت کی بناء پر انہیں اپنی دختر نیک اختر کا رشتہ دے دیں گے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان اکابر صحابہ کی تحریک پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش کا اظہار کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے قبول فرمالیا اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس مہر دینے کے لئے کیا ہے؟ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اس وقت میرے پاس صرف ایک گھوڑا اور ایک ذرہ موجود ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم جاؤ اور اپنی ذرہ فروخت کر دو اور اس سے جو رقم ملے وہ لے کر میرے پاس آ جانا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ذرہ لی اور مدینہ منورہ کے بازار میں چلے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنی ذرہ لے کر بازار میں کھڑے تھے کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا گزر وہاں سے ہوا۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے یہاں کھڑے ہونے کی وجہ دریافت کی تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ وہ یہاں اپنی ذرہ فروخت کرنے کے لئے کھڑے ہیں۔ چنانچہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وہ ذرہ چار سو درہم میں خرید لی اور پھر وہ ذرہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تحفتہً دے دی۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے واپس جا کر تمام ماجرا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوش گزار کیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا یہ ایثار دیکھ کر ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور ذرہ کی رقم حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ اس سے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لئے ضروری اشیاء خرید فرمائیں۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب تمام اشیاء خرید کر لے آئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح پڑھایا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نکاح ۱ھ میں ہوا۔

Marfat.com

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا پیغام سنا تو آپ ﷺ پر وہ کیفیت طاری ہوگئی جو نزولِ وحی کے وقت ہوتی تھی۔ پھر کچھ دیر بعد آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے بذریعہ وحی مطلع کیا ہے کہ میں اپنی لاڈلی بیٹی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کردوں۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ تمام مہاجرین وانصار میں منادی کروادو کہ وہ مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لائیں۔ چنانچہ مہاجرین وانصار کی ایک کثیر تعداد مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لائی اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی دخترِ نیک اختر حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کردیا۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی رخصتی غزوہ بدر کے بعد یعنی نکاح کے قریباً سات یا آٹھ ماہ بعد ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ تمام مہاجرین وانصار کو اپنے ولیمہ میں شرکت کی دعوت دیں۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی دعوتِ ولیمہ میں چھوہارے اور گوشت سے کھانا تیار کروایا گیا اور اس دعوتِ ولیمہ سے بہترین دعوتِ ولیمہ کوئی نہ تھی۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے بعد حضور نبی کریم ﷺ، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور اپنی دخترِ نیک اختر حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! میں نے تمہاری شادی خاندان کے سب سے بہتر شخص سے کی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دونوں کو دعا دیتے ہوئے فرمایا:

''الٰہی! ان دونوں میں محبت پیدا فرمانا اور انہیں ان کی اولاد کی برکت عطا فرمانا اور ان کو خوش نصیب بنانا، ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمانا اور ان کی اولاد کو ترقی اور پاکیزگی عطا فرمانا۔''

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ کا وصال:

حضور نبی کریم ﷺ اس جہان میں تشریف لائے تا کہ اللہ عزوجل کا پیغام لوگوں تک پہنچائے۔ حجتہ الوداع کے موقع پر اللہ عزوجل نے سورۂ مائدہ کی آیت نازل فرمائی جس میں اللہ عزوجل نے فرمایا: ہم نے آج دین کو مکمل کر دیا اور پھر حضور نبی کریم ﷺ نے جب اپنے خطبہ کے دوران یہ ارشاد فرمایا کہ آج کے بعد ہم پھر کبھی اس جگہ اکٹھے نہ ہوں گے اس بات کی واضح نشانی تھی کہ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کا وقت قریب آ گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ ۲۲ صفر المظفر ۱۱ ہجری کو جنت البقیع تشریف لے گئے۔ جنت البقیع سے واپسی پر آپ ﷺ کی طبیعت ناساز ہوگئی اور آپ ﷺ نے اپنی تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی مرضی سے اُم المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں اپنا قیام فرمایا۔ حضرت سیّدنا عباس اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کو لے کر اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں پہنچے اور اسی مرض میں آپ ﷺ کا وصال ہوا۔

حضور نبی کریم ﷺ کے غسل شریف اور تجہیز و تکفین کا مسئلہ درپیش ہوا تو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ نبی جس جگہ وصال فرماتا ہے اسی جگہ مدفون کیا جاتا ہے اور جہاں تک غسل کا معاملہ ہے تو یہ حق اہل بیت رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ چنانچہ حضرت سیّدنا عباس، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ، حضرت فضل بن عباس اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم ﷺ کو غسل دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ناف مبارک اور پلکوں پر جو پانی کے قطرات تھے انہیں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرطِ جذبات میں چاٹ لیا۔

حضرت سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت:

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بالاتفاق حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کر کے آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ چن لیا۔ حضرت

Marfat.com

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کی اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اقرار کیا۔

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال:

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ملی تو آپ رضی اللہ عنہ رو دیئے اور فرمانے لگے: اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! اللہ عزوجل آپ رضی اللہ عنہ پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے آپ رضی اللہ عنہ ساری قوم میں اسلام لانے میں سبقت کرنے والے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا ایمان سراپا اخلاقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے یقین میں کسی کو سبقت حاصل نہیں رہی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں آپ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ امین تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ نزدیک تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو ہماری طرف سے سلام ہو اور اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ کو آپ رضی اللہ عنہ کے تمام نیک کاموں کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وقت تصدیق کی جب سب نے انہیں جھٹلایا اور اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: وہ (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) صدق لے کر آئے اور اس (حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) نے اس کی تصدیق کی۔

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیعت:

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مرض سخت ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان سے دریافت کیا کہ ان کا حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ پھر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلایا تو انہوں نے بھی یہ کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو ہم سے بہتر ان کی خبر ہے۔ پھر حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا اور حضرت سیّدنا

Marfat.com

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کیا۔ چنانچہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کی۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو مجلس شوریٰ کا رکن برقرار رکھا اور آپ رضی اللہ عنہ سے ہر اہم معاملہ میں رائے طلب کی۔ بعدازاں جب حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے محکمہ افتاء قائم کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کو مفتی اعظم کا عہدہ دیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کو فتویٰ جاری کرنے کا اختیار نہ دیا۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بیعت:

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت زبیر بن العوام، حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا نام بطورِ خلیفہ نامزد کیا تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کر لی جس کے بعد بقیہ تمام حضرات نے بھی حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کر لی۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے بے حد عقیدت تھی۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ہر مشکل وقت میں اپنے بہترین مشوروں سے نوازا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کی رائے کو فوقیت دیتے تھے۔ جس وقت حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادوں حضرت سیّدنا امام حسن اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہم جو کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حفاظت پر مامور تھے انہیں جھڑکتے ہوئے سخت سست کہا کہ تم ان کی حفاظت کرنے میں ناکام رہے۔

امیر المومنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

منصب خلافت پر فائز ہوئے۔آپ رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت سنبھالنے کے بعد ذیل کا خطبہ دیا:

''امابعد! اے لوگو! مجھ پر کسی کا کوئی حق نہیں ہے سوائے اس کے کہ تم نے مجھے خلافت کے لئے اہل قرار دیا ہے۔لوگو! کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مضبوطی سے پکڑے رکھو' ہر وہ شخص جو خالی دعوے کرتا ہے وہ اپنے نفس کا نقصان کرتا ہے' ہر شخص ایک ذمہ داری سے گزرتا ہے' جنت اور دوزخ اس کی نظروں کے سامنے ہے' انسان تین قسم کے ہوتے ہیں: ایک وہ جو کوشش کر کے دین اسلام پر قائم ہے' دوسرا وہ جو بھلائی کا طلبگار ہے اور اللہ کی رحمت سے امید لگائے بیٹھا ہے اور تیسرا وہ شخص ہے جو نیک اعمال میں کوتاہی کرتا ہے اور ایسا شخص دوزخی ہے۔ یاد رکھو! پانچ کے سوا کوئی چھٹا نہیں۔جس شخص نے گمراہی میں قدم رکھا وہ ہلاک ہوا اور جو صراطِ مستقیم سے بھٹک گیا وہ برباد ہو گیا' سیدھا راستہ صراطِ مستقیم کا راستہ ہے اور اس کے دائیں بائیں تمام راستے گمراہی کے ہیں۔اللہ نے اس قوم کو دو چیزوں کے ذریعہ سے تہذیب سکھائی۔اول تلوار اور دوم کوڑا۔خلیفہ پر فرض ہے کہ وہ ان دونوں چیزوں کا استعمال کرے اور دین کے معاملے میں کسی قسم کی رعایت سے کام نہ لے۔اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے ماضی کو درگزر فرمائے اور ہمیں مستقبل میں سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔راستے صرف وہی ہیں ایک حق کا اور دوسرا باطل کا۔اگر تم نے حق کو راہنمائی کا موقع فراہم کیا تو خیر ہے اور جو چیز جا چکی ہے وہ لوٹ کر نہیں آنے والی۔''

Marfat.com

قاتلانہ حملہ:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت تاریخ اسلام کا نازک ترین دور تھا۔ ۱۷ رمضان المبارک بروز جمعۃ المبارک ۴۳ھ بوقت نمازِ فجر آپ رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا جس میں آپ رضی اللہ عنہ شدید زخمی ہو گئے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا جب وقت وصال قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادوں کو طلب فرمایا اوران سے ذیل کی وصیت کی:

''میرے بچو! میں تمہیں اللہ عزوجل سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں' میرے بعد تم دنیا کی محبت میں مبتلا نہ ہو جانا' کسی دنیاوی شے کے حصول میں ناکامی پر افسوس نہ کرنا' حق بات کہنا اور حق کا ساتھ دینا' مظلوموں کی امداد کرنا' یتیموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا' ظالم کی حمایت نہ کرنا اور بے کسوں کو سہارا دینا' قرآن مجید سے ہدایت لیتے رہنا اور اللہ عزوجل کے احکام کی روشنی میں ملامت کرنے والے کی ملامت کرنے سے نہ ڈرنا۔''

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا امام حسن اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

''اپنے بھائی محمد (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اور اس کے ساتھ عفو و درگزر سے کام لینا۔''

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

''اپنے دونوں بڑے بھائیوں کی عزت و توقیر کرنا ان کا حق تم پر زیادہ ہے اوران کی مرضی کے بغیر کوئی کام نہ کرنا۔''

حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ' حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے چھوٹے صاحبزادے

Marfat.com

تھے اور حضرت خولہ بنت جعفر رضی اللہ عنہا کے بطن سے تولد ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا نام محمد بن علی رضی اللہ عنہ ہے لیکن تاریخ میں آپ رضی اللہ عنہ محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہوئے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا وصال:

شیر خدا، حیدرِ کرار، امام الاولیاء، امیر المومنین حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے اپنے بچوں کو وصیت کرنے کے بعد کلمہ توحید پڑھا اور اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ۲۱ رمضان المبارک ۴۳ ہجری کو اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی تجہیز و تکفین:

حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو حضرت سیّدنا امام حسن، حضرت سیّدنا امام حسین اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے غسل دیا۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور آپ رضی اللہ عنہ کو دارالامارت کوفہ میں سپردِ خاک کیا گیا۔ کچھ روایات کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی جامع مسجد میں مدفون کیا گیا جبکہ کچھ روایات کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کو کوفہ سے سترہ کلومیٹر دور دفن کیا گیا۔

حلیہ مبارک:

روایات کے مطابق حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا قد درمیانہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا رنگ گندمی تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں بڑی اور چہرہ پرکشش تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک پر بال بے شمار تھے۔ بازو اور پنڈلیاں گوشت سے بھرپور تھیں۔ جسم قدرے فربہ تھا اور سر مبارک پر بال کم تھے۔ کندھے مضبوط اور چوڑے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی ریش مبارک گھنی تھی۔ جو شخص آپ رضی اللہ عنہ کے سراپا کو دیکھتا تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے سحر میں کھو جاتا تھا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ ہمیشہ سادہ لباس زیب تن فرماتے تھے اور آپ

Marfat.com

رضی اللہ عنہ کا لباس دو چادروں سے زیادہ نہ ہوتا تھا۔ ایک چادر سے آپ رضی اللہ عنہ تہبند باندھتے تھے جبکہ دوسری چادر سے جسم مبارک کو ڈھانپتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ہمیشہ سر مبارک پر عمامہ باندھے رکھتے تھے۔

زہد و تقویٰ:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی ساری زندگی رزقِ حلال کما کر کھایا۔ آپ رضی اللہ عنہ محنت مزدوری میں کچھ عار محسوس نہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے اطراف میں تشریف لے گئے۔ ایک بوڑھی عورت نے آپ رضی اللہ عنہ کو کھیت میں پانی لگانے کے عوض چند کھجوریں بطور مزدوری دینے کے لئے کہا جسے آپ رضی اللہ عنہ نے قبول کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ شہنشاہ فقر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ بظاہر خالی لیکن باطنی طور پر زہد و تقویٰ، قناعت و صبر کے خزانوں سے بھرپور تھے۔

روٹی کے خشک ٹکڑے:

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک بدو مالی اعانت کے لئے حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت گھر پر موجود نہ تھے۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے اسے لذیذ کھانا پیش کیا۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے اور مسجد نبوی ﷺ کے صحن میں کھانا کھانے لگے۔ بدو نے دیکھا کہ ایک شخص روٹی کے خشک ٹکڑے پانی میں بھگو کر کھا رہا ہے۔ اس نے حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرا دل یہ گوارا نہیں کرتا کہ میں لذیذ کھانا کھاؤں جبکہ وہ شخص روٹی کے خشک ٹکڑے کھائے میں اسے اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس بدو سے فرمایا: تم کھانا کھاؤ وہ یہ کھانا نہیں کھاتے وہ میرے والد بزرگوار امیر المومنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔

Marfat.com

لوگوں کا حق پورا پورا ادا کرو:

حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بازار تشریف لے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک لونڈی کو دیکھا جو کہ کھجور فروش کی دوکان پر کھڑی رو رہی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس لونڈی سے رونے کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا کہ میں نے اس دوکاندار سے ایک درہم کے عوض یہ کھجوریں لیں لیکن میرے آقا نے ان کھجوروں کو واپس کر دیا اب یہ دوکاندار ان کھجوروں کو واپس لینے پر راضی نہیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے اس لونڈی کی سفارش اس دوکاندار سے کی تو دوکاندار جو کہ آپ رضی اللہ عنہ کو جانتا نہ تھا اس نے انکار کر دیا۔ اس دوران چند لوگ اس دوکان پر اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو پہچانتے ہوئے اس دوکاندار سے کہا کہ یہ امیر المومنین ہیں۔ دوکاندار یہ بات سن کر گھبرا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں کا حق پورا پورا ادا کرو۔ دوکاندار نے اس عورت سے کھجوریں لے کر اسے ایک درہم واپس کر دیا اور حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا: امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ مجھ سے راضی ہو جائیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم لوگوں کا حق پورا پورا ادا کرو گے تو میں تم سے راضی رہوں گا۔

دنیا سے بے رغبتی:

حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ ہمیشہ دنیا سے بے اعتنائی برتتے تھے یہی وجہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس کبھی مال اکٹھا نہ ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ اکثر و بیشتر رات کی تنہائیوں میں دنیا کو یوں مخاطب ہوتے تھے: اے دنیا! کیا تو میرے سامنے بن سنور کر آتی ہے اور مجھ پر ڈورے ڈالتی ہے؟ میں تجھے ہمیشہ کے لئے خود سے جدا کر چکا ہوں اور تیری محفل حقیر ہے اور تیری ہلاکت آسان ہے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا دنیا سے بے رغبتی کا یہ عالم تھا کہ خاتونِ جنت حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا بطورِ جہیز جو سامان لائی تھیں اس میں ان کے وصال تک کسی

Marfat.com

بھی قسم کا اضافہ نہ ہو سکا۔

مال تقسیم کرنا:

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں ایک سال میں تین مرتبہ مال عطایا تقسیم کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مرتبہ اصبہان سے کچھ مال آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے علی الصبح منادی کروادی کہ عطا لینے کے لئے جمع ہو جاؤ۔ چنانچہ لوگ اکٹھے ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے وہ تمام مال تقسیم فرما دیا حتیٰ کہ رسی کو بھی آپ رضی اللہ عنہ نے تقسیم فرما دیا۔

ریاضت وعبادت:

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شب بیدار اور عبادت گزار تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو عبادت میں اس قدر خشوع وخضوع حاصل تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نماز کے کھڑے ہوتے تو اپنے اردگرد کی کچھ خبر نہ رہتی یہاں تک کہ جسم پر ہونے والی کسی واردات کی خبر نہ ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کو تیر لگ گیا جو جسم میں اتنی گہرائی تک چلا گیا کہ اس کا نکالنا مشکل ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب میں نماز کے لئے کھڑا ہوں تو تم اس تیر کو نکال لینا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور اس تیر کو نکال دیا گیا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اُف تک نہ کی۔

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نماز کے لئے کھڑے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کو آگ لگ گئی۔ آگ اس قدر پھیل گئی کہ یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں آپ رضی اللہ عنہ جل نہ جائیں۔ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کو برابر آوازیں دیتے رہے لیکن آپ رضی اللہ عنہ اپنے اردگرد کے ماحول سے بے خبر نماز کی ادائیگی میں مصروف رہے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے نماز ختم کی تو آپ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہے کہ گھر کو آگ لگ گئی ہے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ذوقِ عبادت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب نماز کا وقت ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا اور بدن پر لرزہ طاری

Marfat.com

ہو جاتا تھا۔ ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی یہ کیفیت کیسی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ امانت کے ادا کرنے کا وقت ہے اور یہ وہ امانت ہے جسے زمین و آسمان بھی اٹھانے سے قاصر تھے اور میں بھی اس وجہ سے کانپ اٹھتا ہوں کہ کہیں میں اس امانت کا حق صحیح طریقے سے نہ ادا کر پاؤں۔

قرآن مجید لمحوں میں ختم کرنا:

صحیح روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ گھوڑے کی ایک رکاب پر پاؤں رکھتے اور قرآن مجید شروع کرتے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کا دوسرا پاؤں گھوڑے کی رکاب میں جاتا اس وقت آپ رضی اللہ عنہ قرآن مجید ختم کر چکے ہوتے۔

مہمان نوازی:

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں مہمان نوازی کے اوصاف بدرجہ اُتم موجود تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بیٹھے رو رہے تھے کہ پاس سے گزرنے والے ایک شخص نے آپ رضی اللہ عنہ سے رونے کی وجہ دریافت فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سات روز سے میرے گھر میں کوئی مہمان نہیں آیا اور میں اس لئے رو رہا ہوں کہ کہیں اللہ نے مجھے ذلیل تو نہیں کر دیا۔

اہل قبور سے گفتگو!

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جنت البقیع تشریف لے گئے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اہل قبور کو مخاطب کرتے ہوئے با آوازِ بلند سلام کیا اور ان لوگوں سے ان کے حالات دریافت فرمائے۔ قبروں سے وعلیک السلام کی آوازیں بلند ہوئیں اور اہل قبور نے آپ رضی اللہ عنہ سے اپنے گھر والوں کے حالات دریافت کئے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارے بیویوں نے نکاح کر لئے، تمہارے مال کو وارثوں نے تقسیم کر دیا، تمہارے چھوٹے بچے یتیم ہونے کے بعد

Marfat.com

دربدر پھرنے لگے، تمہارے مضبوط اونچے محلوں میں تمہارے دشمن آرام سے زندگی بسر کرنے لگے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جواب میں اہل قبور نے کہا: امیر المومنین! ہماری خبر یہ ہے کہ ہمارے کفن پرانے ہو کر پھٹ گئے اور ہم نے جو کچھ دنیا میں خرچ کیا وہ یہاں پالیا اور ہم جو کچھ دنیا میں چھوڑ کر آئے تھے ہمیں اس میں گھاٹا اٹھانا پڑا۔

فضائل ومناقب:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ رضی اللہ عنہ سے محبت بے مثال ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے مجھے چار آدمیوں سے محبت رکھنے کا حکم دیا ہے جن میں سے ایک حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کیا تو حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نکاح اس شخص کے ساتھ کر دیا جس کے پاس نہ مال ہے نہ گھر؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! میں نے تیرا نکاح ایسے شخص سے کیا جو مسلمانوں میں علم وفضل کے لحاظ سے سب سے دانا اور بہترین ہے۔

مہاجرین وانصار میں آپ رضی اللہ عنہ سابق الاسلام ہیں اور جو لوگ آپ رضی اللہ عنہ سے راضی ہیں اللہ عزوجل ان سے راضی ہے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں جنہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبیک کہا اور اللہ عزوجل کی رضا اور جنت کی نعمتوں کے حقدار ٹھہرے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار ومہاجرین میں بھائی چارہ قائم فرمایا تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان مساوات اخوت کا رشتہ قائم کیا لیکن میرے ساتھ ایسا کچھ نہیں کیا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم میرے دنیا اور آخرت کے بھائی ہو۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ مجھے عورتوں اور بچوں پر خلیفہ بنا کر جا رہے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ میں تمہیں اس طرح چھوڑے جا رہا ہوں جس طرح موسیٰ (علیہ السلام) نے ہارون (علیہ السلام) کو چھوڑا جبکہ فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ منافق علی (رضی اللہ عنہ) سے محبت نہیں رکھتا اور مومن علی (رضی اللہ عنہ) سے بغض نہیں رکھتا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن سات قرأتوں میں نازل ہوا اور قرآن مجید کے ہر حرف کے ظاہری و باطنی معنی بھی ہیں اور ان تمام علوم کا علم حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ہے۔

فرمودات:

- جب تک کوئی بات تیرے منہ میں بند ہے تب تک تو اس کا مالک ہے اور جب زبان سے نکال چکا تو وہ تیری مالک ہے۔
- اول عمر میں جو وقت ضائع کیا آخر عمر میں اس کا تدارک کرتا کہ انجام بخیر ہو۔
- علم مال سے بہتر ہے کیونکہ علم تمہاری حفاظت کرتا ہے اور تم مال کی حفاظت کرتے ہو۔

Marfat.com

- میزانِ عمل کو خیرات کے وزن سے بھاری کرو۔
- حرص سے روزی نہیں بڑھتی مگر آدمی کی قدر گھٹ جاتی ہے۔
- حیاء یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ سے حیاء کرے۔
- صدق یقین کے ساتھ سونا اس نماز سے بہتر ہے جو شک کے ساتھ پڑھی جائے۔
- جس شخص کا علم اس کی عقل سے زیادہ ہو جائے وہ اس کے لئے شر بن جاتا ہے۔
- احمق کی عقل اس کی زبان کے پیچھے ہوتی ہے جبکہ عقل مند کی زبان اس کی عقل کے پیچھے ہوتی ہے۔
- بہترین کلام وہ ہے جس سے سننے والے پر ملال اور بوجھ نہ ہو۔
- بوڑھے شخص کی رائے جوان کی قوت وزور سے زیادہ اچھی ہے۔
- جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے یہ توفیق بخشتا ہے کہ وہ زمانہ کے واقعات سے عبرت حاصل کرے۔
- جو شخص اپنی بیداری سے مدد نہیں لیتا وہ محافظوں کی نگہبانی سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔
- جو شخص حق کے خلاف کرتا ہے اللہ عزوجل خود اس کا مقابلہ کرتا ہے۔
- ہر آدمی کی رائے اس کے ذاتی تجربے کے مطابق ہوتی ہے۔
- تجربہ کبھی ختم نہیں ہوتا اور عقل مندان میں ترقی کرتا ہے۔
- جو شخص خود کو محتاج بناتا ہے وہ محتاج ہی رہتا ہے۔

یہ ہے خاموش قرآن اور وہ قرآن ناطق ہیں
نہ ہوں جس دل میں یہ اس میں نہیں قرآن کا رشتہ

Marfat.com

والدہ ماجدہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا

ولادت باسعادت:

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے سن ولادت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض روایات میں آپ رضی اللہ عنہا نبوت کے پہلے سال میں پیدا ہوئیں اور بعض روایات کے مطابق اعلانِ نبوت سے پانچ برس قبل جب خانہ کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی آپ رضی اللہ عنہا اس وقت تولد ہوئیں جبکہ ایک روایت کے مطابق آپ رضی اللہ عنہا نبوت کے پانچویں سال تولد ہوئیں۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے سن ولادت 1 نبوی کے بارے میں بیشتر مؤرخین کا اتفاق ہے اور مفسرین کرام کا کہنا ہے کہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا مقام و مرتبہ 1 نبوی میں پیدا ہونے کی وجہ سے اپنے دیگر بہن بھائیوں سے زیادہ ہے کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے دیگر تمام اولاد اعلانِ نبوت سے قبل تولد ہوئی۔

روایات میں آتا ہے کہ جس وقت حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا والدہ ماجدہ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن میں تھیں تو انہیں جنت کی خوشبو آتی تھی۔ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس کا تذکرہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کیا اور پھر جس وقت حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا تولد ہوئیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کا ماتھا چومنے کے بعد فرمایا کہ مجھے اس کے سر سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس نومولود بچی کا نام فاطمہ (رضی اللہ عنہا) رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کے نام فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور نبی

Marfat.com

کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہ (رضی اللہ عنہا) اس لئے رکھا ہے کہ اللہ عزوجل نے اسے اور اس کے محبوں کو دوزخ کی آگ سے آزاد فرمایا ہے۔

لقب زہرا کی وجہ تسمیہ:

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لقب ''زہرا'' کے بارے میں منقول ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا چونکہ نہایت حسین وجمیل تھیں اس لئے آپ رضی اللہ عنہا کو ''زہرا'' کے نام سے پکارا جانے لگا۔ جبکہ مفسرین کرام کی ایک جماعت کا قول ہے کہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں کی طرح حیض ونفاس سے پاک تھیں اس لئے آپ رضی اللہ عنہا کو ''زہرا'' کہا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا چونکہ حیض ونفاس سے پاک تھیں اسی لئے آپ رضی اللہ عنہا سے کبھی کوئی نماز قضا نہ ہوئی تھی اور جس وقت آپ رضی اللہ عنہا کے بچہ کی ولادت ہوتی تو آپ رضی اللہ عنہا فوراً پاک ہو جاتی تھیں۔

لقب بتول کی وجہ تسمیہ:

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لقب ''بتول'' کی وجہ تسمیہ مفسرین کرام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ چونکہ آپ رضی اللہ عنہا کو دنیا کی تمام عورتوں پر فضیلت حاصل ہے اور آپ رضی اللہ عنہا کی توجہ ہمہ وقت اللہ عزوجل کی جانب رہی ہے اس لئے آپ رضی اللہ عنہا ''بتول'' ہیں۔

لقب طاہرہ کی وجہ تسمیہ:

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا ایک معروف لقب ''طاہرہ'' ہے۔ طاہرہ کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ طاہرہ کا لقب آپ رضی اللہ عنہا کی ظاہری و باطنی پاکبازی اور طہارت کی وجہ سے دیا گیا اور آپ رضی اللہ عنہا اپنے اس لقب سے بھی مشہور ہوئیں۔

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا بچپن:

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا بچپن نہایت ہی خوبصورت ماحول میں گزرا۔

Marfat.com

آپ رضی اللہ عنہا چونکہ حضور نبی کریم ﷺ کے اعلانِ نبوت کے بعد اس دنیا میں تشریف لائی تھیں تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کا گھر ایسا تھا جہاں حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آتے تھے۔ گھر میں اللہ عزوجل کی عبادت ہوتی تھی اور گھر بہترین عادات واخلاق کا نمونہ تھا۔ جس وقت آپ رضی اللہ عنہا دنیا میں تشریف لائیں اس وقت اہل مکہ حضور نبی کریم ﷺ کے جانی دشمن تھے اور سوائے چند اصحاب کے حضور نبی کریم ﷺ کا کوئی غمگسار نہ تھا۔

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی تربیت ایک پاکیزہ ماحول میں ہوئی جہاں حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا کی تربیت کی اور ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہا کو گھریلو امور اور دنیاوی تعلیم سے آشنا کیا۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے کاشانہ نبوت میں پرورش پائی اور اس پاکیزہ ماحول کی بدولت آپ رضی اللہ عنہا کی زندگی دیگر خواتین کے لئے ایک بہترین نمونہ بن گئی۔

حضور نبی کریم ﷺ کو جس وقت اپنے خاندان کے ہمراہ شعب ابی طالب میں محصور کیا گیا اس وقت حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا بہت چھوٹی تھیں اور آپ رضی اللہ عنہا نے اس چھوٹی سی عمر میں ہی مصائب وتکالیف کو برداشت کرنا سیکھ لیا۔ آپ رضی اللہ عنہا کی عمر جس وقت پانچ برس تھی تو اس وقت بھی آپ رضی اللہ عنہا اردگرد کی دوسری بچیوں کی طرح کھیل کود میں مشغول نہ ہوتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کبھی کسی چیز کے لئے گھر میں والدین سے ضد نہ کرتی تھیں اور کھانے میں بھی جو کچھ مل جاتا تھا وہ اللہ عزوجل کا شکر ادا کر کے کھا لیتی تھیں۔

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ کسی شادی کی تقریب میں شرکت کے لئے ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنی دختر نیک اختر حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو لے کر اس شادی کی تقریب میں چلی گئیں جہاں دیگر بچیوں کو شوخ وقیمتی لباس پہنے دیکھ کر جب آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی سادہ سی بیٹی کو دیکھا تو اداس ہو گئیں۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے والدہ سے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہا پریشان نہ ہوں میں نے والد بزرگوار سے سنا ہے کہ مسلمان

Marfat.com

لڑکیوں کو بہترین لباس تقویٰ اور ان کا زیور شرم و حیا ہے۔ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب بیٹی کی بات سنی تو بے اختیار گلے لگالیا۔

والدہ کا وصال:

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک ابھی دس برس ہی تھی کہ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا وصال فرما گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا والدہ کی شفقت سے محروم ہوگئیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کہ اس وقت اپنے چچا حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کے وصال پر غمگین تھے اپنی غمگسار بیوی کی جدائی بھی ان کے لئے ایک بڑا امتحان تھی۔ جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سپردِ خاک کرنے کے بعد گھر لوٹے تو حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ بابا! میری ماں کہاں ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کے فرمان کے مطابق دلاسہ دیتے ہوئے فرمایا کہ بیٹی! تمہاری ماں اس وقت جنت میں موتیوں سے بنے ہوئے محل میں موجود ہیں۔

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو اپنی والدہ سے بچھڑنے کا بے حد غم تھا اور آپ رضی اللہ عنہا ان کی جدائی کو شدت سے محسوس کرتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی تربیت چونکہ ایک نیک سیرت ماں نے کی تھی اس لئے آپ رضی اللہ عنہا نے اس چھوٹی عمر میں اپنے والد بزرگوار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داریاں سنبھال لیں اور جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سارے دن کی صبر آزما تبلیغ کے بعد گھر لوٹتے تو آپ رضی اللہ عنہا آگے بڑھ کر ان کی دلجوئی فرماتیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی جب آپ رضی اللہ عنہا کا چہرہ دیکھتے تو ان کی ساری تھکاوٹ دور ہو جاتی تھی۔

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی ہجرت:

جب مشرکین مکہ کے ظلم و ستم حد سے تجاوز کر گئے تو ۱۳ نبوی میں اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دے دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت ایمان لائے تمام کلمہ گو مسلمانوں کو مدینہ منورہ جانے کا حکم دیا اور خود

Marfat.com

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹا کر حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جس وقت حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ ہجرت کے لئے روانہ ہوئے اس وقت آپ حضرات کے گھر والے جو اسلام قبول کر چکے تھے وہ مکہ مکرمہ میں ہی موجود تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ روانہ کیا تاکہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے اہل خانہ اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ کو لے کر مدینہ منورہ پہنچیں۔ جبکہ ایک اور روایت کے مطابق حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کی جگہ ان کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں پانچ سو درہم اور دو اعلیٰ نسل کے اونٹ بھی دیئے تاکہ وہ بخیر و عافیت واپس مدینہ منورہ پہنچ سکیں۔ مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ علیحدہ ہو گئے اور حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل خانہ اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے اہل خانہ جن میں ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور حضور نبی کریم ﷺ کی دو صاحبزادیاں حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا شامل تھیں اور اپنی زوجہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا اور اپنے بیٹے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا اور مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے نکاح:

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مشک اور تکیہ کا جہیز دیا جس میں اذخر گھاس بھری ہوئی تھی اور آپ ﷺ نے سیاہ رنگ کی چادر خمیل بھی دی۔

حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضور نبی کریم ﷺ نے جو جہیز دیا اس کے بارے

Marfat.com

میں مندرجہ بالا روایت کے علاوہ اور بھی روایات ہیں۔ اگر ان تمام چیزوں کو یکجا کیا جائے تو جہیز کی تفصیل حسب ذیل بنتی ہے:

ا۔	چادر	ایک عدد
۲۔	چکی	ایک عدد
۳۔	سادہ کپڑوں کا بستر	ایک عدد
۴۔	کھجور کے پتوں کی چٹائی	ایک عدد
۵۔	گلاس	چار عدد
۶۔	مٹی کے گھڑے	دو عدد
۷۔	تانبے کا لوٹا	ایک عدد
۸۔	کپڑوں کے جوڑے	ایک عدد
۹۔	اعلی کپڑے کی قمیض	ایک عدد
۱۰۔	چاندی کے بازو بند	دو عدد
۱۱۔	موٹے کپڑے کے تکیے	چار عدد

گھریلو زندگی:

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا گھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے کچھ فاصلہ پر واقع تھا۔ چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی لاڈلی صاحبزادی سے بے پناہ محبت تھی اس لئے ایک دن ان سے فرمایا کہ بیٹا! میرا دل چاہتا ہے کہ تمہیں اپنے نزدیک بلواؤں۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ بابا جان! حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ بن نعمان کے کئی مکانات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کے قرب و جوار میں موجود ہوں اگر ان سے کہا جائے تو وہ کوئی مکان خالی کر دیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حارثہ (رضی اللہ عنہ) نے پہلے بھی مہاجرین کو اپنے بہت سے مکانات دیئے ہیں اس لئے اس سے کہتے ہوئے عجیب لگتا ہے۔

Marfat.com

حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اس واقعہ کے بعد خاموش ہو گئیں۔ کچھ روز بعد جب حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ بن نعمان کو اس بات کا علم ہوا تو وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان سے متصل اپنا ایک مکان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان' میری تمام چیزیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ملکیت ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جیسے چاہیں استعمال میں لا سکتے ہیں میرے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والے ہر شے سے مقدم ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ اپنے اہل خانہ سمیت اس مکان میں منتقل ہو جائیں۔

حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نہایت ہی صابر وشاکر تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی گفتگو کا انداز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھا اور آپ رضی اللہ عنہا ان کی زندگی کا بہترین نمونہ تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے گھر کا تمام کام اپنے ہاتھوں سے کرتی تھیں۔ چکی پیستے پیستے آپ رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں میں کئی مرتبہ چھالے پڑ جاتے تھے۔ گھر میں جھاڑو دیتیں' کپڑے دھوتیں اور اس کے علاوہ رضائے الٰہی کے لئے پنج وقتہ نمازوں کی پابندی اور تسبیحات کے لئے بھی وقت نکالتی تھیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھریلو حالات چونکہ اتنے اچھے نہ تھے اس لئے اکثر و بیشتر گھر میں فاقہ ہوتا۔ اگر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کہیں مزدوری مل جاتی تو گھر میں کھانے کا انتظام ہو جاتا۔ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے کبھی حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بے جا فرمائشیں نہ کیں اور نہ ہی کبھی ان سے کسی چیز کے نہ ہونے کا شکوہ کیا۔ ایک مرتبہ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آٹھ پہر سے بھوکے تھے اور گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا۔ پھر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کہیں مزدوری مل گئی اور اس مزدوری کے عوض انہیں ایک درہم ملا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس ایک درہم سے جو خریدے اور گھر لا کر حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو دیئے جنہوں نے اسے چکی میں

Marfat.com

پیس کر روٹی بنائی اور پھر دونوں نے تناول فرمائی۔

بخاری شریف کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ فتوحات کے زمانہ میں بے شمار غلام اور لونڈیاں بطور مالِ غنیمت آئیں۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے کہا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جا کر گھریلو کام کاج کے لئے کوئی لونڈی مانگ لیں تا کہ گھریلو کام کاج میں ان کی مدد ہو سکے۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر موجود نہ تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہا کی آؤ بھگت کی اور آنے کی وجہ دریافت کی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنا مدعا بیان کیا تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے پر ان سے بات کریں گی۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اپنے گھر واپس تشریف لے گئیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے آنے کی اطلاع دی اور ان کا مدعا بیان کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت فوراً آپ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور آپ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: بیٹی! میں تمہیں فی الحال کوئی لونڈی یا غلام نہیں دے سکتا کیونکہ ابھی مجھے اصحابِ صفہ کی خورد و نوش کا بندوبست کرنا ہے اور میں ان لوگوں کو کیسے بھول جاؤں جنہوں نے دین اسلام کی خدمت کے لئے اپنے گھر بار کو چھوڑ دیا تا کہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خوشنودی حاصل کر سکیں۔ نیز فرمایا کہ میں تمہیں آج ایسی بات بتاتا ہوں جو تمہارے لئے لونڈی اور غلام کی نسبت ہزار ہا درجے بہتر ہے۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ضرور بتائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم رات کو سوتے وقت اور ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو یہ عمل تمہارے لئے لونڈی اور غلام کی نسبت کئی گنا بہتر ہوگا۔

Marfat.com

عبادت وریاضت:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کھانا پکاتے وقت بھی قرآن مجید کی تلاوت کرتی رہتی تھیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بوقت نماز ہمارے گھر کے آگے سے گزرتے تو گھر سے چکی کے چلنے کی آواز سن کر فرماتے: یاالٰہی! فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کو ریاضت وقناعت کی جزائے خیر عطا فرما اور اسے فقر کی حالت میں ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرما۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر کسی کام سے بھیجا میں جب حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچا تو حسنین کریمین رضی اللہ عنہم اس وقت سو رہے تھے اور حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اس وقت قرآن مجید کی تلاوت فرما رہی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی زبانِ مبارک سے قرآن مجید کے الفاظ سن کر مجھ پر رقت طاری ہوگئی جو کافی دیر تک طاری رہی۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک کے مہینہ میں دوپہر کے وقت جب موسم شدید گرم تھا میں حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہا کے گھر کا دروازہ بند اور اور چکی چلنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ میں نے اندر جھانک کر دیکھا تو حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو زمین پر سویا پایا۔ چکی خودبخود چل رہی تھی اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کا گہوارا خودبخود ہل رہا تھا۔ میں یہ منظر دیکھ کر نہایت حیران ہوئی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر تمام ماجرا گوش گزار کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شدید گرمی میں میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) روزہ رکھے ہوئے ہے اللہ عزوجل نے اس پر نیند غالب کر دی اور اس کے لئے گرمی کو ختم کر دیا۔ نیز ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے تمام کام سرانجام دیں۔

Marfat.com

سخاوت:

نزہۃ المجالس میں منقول ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو جہیز میں ایک قمیض دی تھی۔ شادی کے کچھ عرصہ بعد ایک سائل حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے دروازے پر آیا اور صدا لگائی کہ اے نبی کے گھر والو! میں محتاج ہوں مجھے کچھ عطا کیا جائے۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ارادہ کیا کہ اپنی پرانی قمیض اس کو دے دوں پھر خیال آیا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ تم اس وقت تک فلاح نہیں پا سکتے جب تک تم اپنی وہ شے راہِ خدا میں نہ دو جو تمہیں بہت عزیز ہو۔ پس آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی وہ قمیض جو حضور نبی کریم ﷺ نے جہیز میں دی تھی لا کر اس سائل کو دے دی۔

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہمیں کھانا ایک وقت کے بعد میسر آیا۔ میں، بھائی حسین (رضی اللہ عنہ) اور والد بزرگوار حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کھانا کھا چکے اور والدہ ماجدہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کھانا تناول فرمانے لگی تھیں کہ ایک سائل نے دروازے پر آ کر صدا لگائی کہ اے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی! تم پر سلام ہو میں دو وقت سے بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلا دو۔ والدہ ماجدہ نے جب اس سائل کی صدا سنی تو آپ رضی اللہ عنہا نے اپنا کھانا مجھے دیتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ یہ کھانا اس سائل کو دے آؤ میں نے ایک وقت کا کھانا نہیں کھایا جبکہ وہ دو وقت کا بھوکا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ بنی سلیم کا ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ آپ ﷺ جادوگر ہیں۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب اس شخص کی بات سنی تو آگے بڑھ کر اس کی گستاخی کا جواب دینے کا ارادہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اشارہ سے روک دیا اور اس شخص کو آخرت کے عذاب کے بارے میں بتایا آپ ﷺ کی پرتاثیر باتیں سن کر اس شخص نے معافی مانگی اور آپ ﷺ کے دست حق پر دائرہ اسلام میں داخل ہو

Marfat.com

گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس شخص کی بابت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اسے قرآن مجید کی چند آیات سکھاؤ اور قرآن مجید کے احکامات سے آگاہ کردو۔ جب وہ شخص یہ سیکھ چکا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تمہارے پاس کس قدر مال ہے؟ اس شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! بنی سلیم میں مجھ سے زیادہ غریب کوئی نہیں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تم میں سے کون اسے اونٹ خرید کردے گا؟ جو اسے اونٹ دے گا اللہ عزوجل اس کو بہترین جزا عطا فرمائیں گے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! میرے پاس ایک اونٹنی ہے وہ میں اسے دیتا ہوں۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے جو اس کا سر ڈھانپے گا؟ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی دستار مبارک اتار کر اس کے سر پر رکھ دی۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس کے لئے کھانے کا انتظام کرو۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اٹھے اور مسجد نبوی ﷺ کے اطراف میں موجود چند گھروں سے کھانے کے بارے میں دریافت کیا لیکن کچھ نہ ملا۔ آپ رضی اللہ عنہ' حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے اور تمام واقعہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گوش گزار کیا۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا تمام واقعہ سن کر آبدیدہ ہوگئیں اور فرمایا: اے سلمان (رضی اللہ عنہ)! اس خدا کی قسم جس نے میرے والد کو نبی برحق بنا کر بھیجا' ہمارے گھر میں کئی روز سے فاقہ ہے لیکن چونکہ اب تم میرے در پر آئے ہو اس لئے میں تمہیں واپس نہیں بھیجوں گی تم میری یہ چادر لے جاؤ اور شمعون یہودی کے پاس جا کر کہو کہ یہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ کی چادر ہے اسے رکھ لے اور کچھ قرض دے دے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ وہ چادر لے کر شمعون کے پاس پہنچے اور حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا پیغام اسے سنا دیا۔ شمعون نے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی چادر دیکھی تو اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور وہ کہنے لگا: اے سلمان (رضی اللہ عنہ)! اللہ کی قسم! یہ وہی نیک پاکباز لوگ ہیں جن کی خبر اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی تھی۔ میں صدقِ دل

Marfat.com

سے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے والد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں۔ یہ کہہ کر شمعون نے کلمہ طیبہ پڑھا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ پھر اس نے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی چادر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو واپس دی اور کچھ جو بھی عطا کر دیئے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ وہ جو لے کر حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے شمعون کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور ان جو کو پیس کر روٹی تیار کر کے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو دے دی۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بھی فاقہ ہے آپ رضی اللہ عنہا کچھ روٹی اپنے اور بچوں کے لئے رکھ لیجئے۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اے سلمان (رضی اللہ عنہ)! یہ کھانا اللہ عزوجل کی راہ میں دے دیا ہے اس لئے اب اس میں سے ہمارے لئے لینا درست نہیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ وہ کھانا لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچے اور تمام ماجرا گوش گزار کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھانا بنی سلیم کے اس نومسلم کو عطا فرمایا اور اپنی دختر نیک اختر کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی بیٹی کے چہرہ کو دیکھا تو وہاں فاقہ اور نقاہت کی وجہ سے زردی چھائی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا رخِ انور آسمان کی جانب اٹھایا اور حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے حق میں یوں دعائے خیر فرمائی:

"الٰہی! فاطمہ (رضی اللہ عنہا) تیری باندی ہے تو اس سے راضی رہنا۔"

خیر و برکت کی دعا:

ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ان کے گھر کے دروازے پر ایک رنگین پردہ لٹکا ہوا ہے اور پھر جب حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ملے تو ان کے ہاتھ میں چاندی کے دو کنگن دیکھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کچھ گفتگو کئے واپس لوٹ آئے۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رویہ دیکھا تو بے تحاشا رو پڑیں۔ اس دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے غلام حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ' آپ رضی اللہ عنہا کے گھر کسی کام سے تشریف لائے۔ انہوں نے جب آپ رضی اللہ عنہا کو روتے دیکھا تو رونے کی وجہ دریافت کی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے، سارا ماجرا انہیں سنایا اور اپنے دونوں کنگن اور دروازے کا پردہ اتار کر انہیں دے دیا اور کہا کہ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنا کہ وہ اسے راہِ خدا میں خرچ کر دیں۔ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ جب وہ چیزیں لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کے حق میں دعائے خیر و برکت فرمائی اور ان اشیاء کو فروخت کر کے ان کی قیمت اصحابِ صفہ کے خرچ کے لئے وقف کر دی۔

ہمسائیگی کا حق:

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا جو دین اسلام کا سخت دشمن تھا۔ اللہ عزوجل نے اس یہودی کو ہدایت بخشی اور وہ اپنے اہل خانہ سمیت دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ اس یہودی کے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے اس کے خاندان نے اس کا بائیکاٹ کر دیا۔ خاندان کی جانب سے بائیکاٹ کرنے کی وجہ سے اس کا کاروبار ختم ہو گیا اور وہ نہایت مفلسی کی زندگی بسر کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد اس کی بیوی انتقال فرما گئی۔ چونکہ اس کے خاندان والوں نے اس کا بائیکاٹ کر رکھا تھا اس لئے اس کے گھر میں اس کی بیوی کی میت پڑی تھی اور کوئی غسل دینے والا نہ تھا۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو جب علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا اپنی خادمہ حضرت فضہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ اس کے گھر گئیں اور حق ہمسائیگی ادا کرتے ہوئے اس کی بیوی کو غسل دے کر کفن پہنایا۔

حج بیت اللہ کی سعادت:

۱۰ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب چالیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ حج بیت اللہ شریف کے لئے تشریف لے گئے۔ حج بیت اللہ کے اس سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ' حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا

Marfat.com

رضی اللہ عنہا، حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ و حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا بھی ان کے ہمراہ تھے۔

مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد اور طواف بیت اللہ سے فارغ ہونے کے بعد حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اپنی والدہ ماجدہ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مزارِ پاک واقع جنت المعلیٰ میں تشریف لے گئیں۔ ہجرت مدینہ کے بعد آپ رضی اللہ عنہا چونکہ پہلی مرتبہ مکہ مکرمہ تشریف لائی تھیں اور والدہ ماجدہ کے وصال کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ آپ رضی اللہ عنہا اپنی والدہ ماجدہ کے مزارِ پاک پر حاضر ہوئی تھیں اس لئے آپ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں سے والہانہ آنسو جاری ہو گئے۔ والدہ کے وصال کے وقت آپ رضی اللہ عنہا چھوٹی تھیں مگر پھر بھی آپ رضی اللہ عنہا کو والدہ ماجدہ کا شفقت بھرا انداز یاد تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کو وہ دن بھی یاد تھے جب والدہ ماجدہ اور والد بزرگوار نے شعب ابی طالب میں انتہائی مشکل وقت گزارا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا جب والدہ ماجدہ کے مزارِ پاک سے رخصت ہونے لگیں تو آپ رضی اللہ عنہا کا دل آنسو بہانے کی وجہ سے نرم ہو چکا تھا۔

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اس دوران جتنے روز بھی مکہ مکرمہ میں رہیں جنت المعلیٰ میں اپنی والدہ ماجدہ کے مزارِ پاک اور اپنے آباؤ اجداد کی قبور پر حاضر ہوتی رہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال:

۱۰ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل و عیال کے ہمراہ حج بیت اللہ شریف کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری حج تھا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید کی آخری آیات نازل ہوئیں جن میں دین کے مکمل ہونے کا اشارہ دیا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر تمام حاضرین کو گواہ بنایا۔ بعدازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مختلف خطبات میں اس جانب اشارہ فرمایا کہ میں عنقریب تم سے جدا ہونے والا ہوں۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھے حضور نبی

Marfat.com

کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔اس وقت آپ ﷺ کے سر مبارک پر مرض کی شدت کی وجہ سے پٹی بندھی ہوئی تھی۔آپ ﷺ نے ہمیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔میں اس وقت حوضِ کوثر پر موجود ہوں۔نیز فرمایا کہ اللہ کا ایک بندہ ہے جس پر دنیا اور اس کی زینت پیش کی گئی ہے مگر اس نے آخرت کو اختیار کیا۔حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی بھی آپ ﷺ کی بات کو نہ سمجھ سکا۔حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ زاروقطار رو دیئے اور کہنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں ہم اپنی ہر شے آپ ﷺ پر قربان کر دیں گے۔حضور نبی کریم ﷺ اپنے اس مختصر سے خطاب کے بعد منبر سے اتر آئے اور واپس حجرۂ مبارک میں تشریف لے گئے۔

۱۱ھ ماہِ صفر کے اواخر میں حضور نبی کریم ﷺ جب ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں مقیم تھے آپ ﷺ کے مرض نے شدت اختیار کر لی۔اس دوران دیگر تمام ازواج آپ ﷺ کی عیادت کے لئے حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے ان سب سے اس بات کی اجازت طلب کی کہ اگر وہ کہیں تو میں عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے حجرہ میں منتقل ہو جاؤں اور دورانِ مرض وہیں قیام پذیر رہوں۔تمام ازواج نے آپ ﷺ کو اس کی اجازت دے دی اور وقتاً فوقتاً ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں آپ ﷺ کی عیادت کے لئے تشریف لانے لگیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے مرضِ وصال میں اپنی لاڈلی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بلا بھیجا۔ جب حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا' آپ ﷺ کی عیادت کے لئے تشریف لائیں تو آپ ﷺ نے ان کے کان میں کچھ کہا جس پر وہ رو پڑیں۔پھر دوبارہ آپ ﷺ نے ان کے کان میں کچھ کہا تو وہ مسکرا پڑیں۔میں نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے اس بارے

Marfat.com

میں دریافت کیا تو وہ ٹال گئیں۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا تو میں نے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ایک مرتبہ پھر اصرار کر کے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے مجھے اپنے وصال کی خبر دی جس کو سن کر میں رو دی۔ پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو اور میرے اہل میں سب سے پہلے تم مجھ سے آن ملو گی جس کو سن کر میں مسکرا دی۔

حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد کبھی حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو مسکراتے نہیں دیکھا سوائے اس وقت جب آپ رضی اللہ عنہا مرض الموت میں مبتلا ہوئیں اور بیماری کی شدت بہت زیادہ بڑھ گئی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کا مرض شدید ہو گیا تو آپ ﷺ کی کیفیت دیکھ کر حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آج کے بعد میرے والد بزرگوار پر کوئی تکلیف نہ آئے گی۔ پھر اس دن حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا۔ جب ہم حضور نبی کریم ﷺ کو سپردِ خاک کر چکے تو آپ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا کہ اے انس (رضی اللہ عنہ)! کیا تمہارے نفوس نے اس بات کو پسند کر لیا کہ تم نے محبوبِ خدا، سرکارِ دو عالم حضور نبی کریم ﷺ پر مٹی ڈالی؟

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا وصال:

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے رنج و الم میں اضافہ ہوتا چلا گیا جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہا کی طبیعت روز بروز گرتی چلی گئی۔ آپ رضی اللہ عنہا اکثر و بیشتر روزہ رکھنے لگیں اور کثرتِ عبادت میں مشغول رہنے لگیں۔ اس کے علاوہ گھر میں بچوں اور شوہر کی ذمہ داری بھی تھی جسے آپ رضی اللہ عنہا نہایت احسن طریقے سے نبھانے کی کوشش کرنے لگیں۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب آپ رضی اللہ عنہا کی علالت کی اطلاع ملی تو آپ رضی اللہ عنہ عیادت کے لئے تشریف لائے۔

Marfat.com

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا، حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اچھی دوستوں میں شمار ہوتی ہیں۔ حضرت ام جعفر رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ایک روز حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ مجھے یہ بالکل اچھا نہیں لگتا جس طرح آج کل عورتوں کا جنازہ لے کر جایا جاتا ہے ان کے اوپر ایک چادر ڈال دیتے ہیں جس سے پردہ نہیں ہوتا اور عورتوں کی جسامت بھی دکھائی دیتی ہے۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے حبشہ کے لوگوں میں دیکھا ہے کہ جب عورتوں کا جنازہ اٹھایا جاتا ہے تو اس پر تازہ کھجوروں کی شاخیں منگوا کر چارپائی پر کمان کی مانند باندھ کر کپڑا ڈال دیتے ہیں جس سے جنازہ کی پہچان ہو جاتی ہے کہ یہ عورت کا جنازہ ہے اور پردہ بھی برقرار رہتا ہے۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب میرا وصال ہو جائے تو میرا جنازہ بھی اسی طرح اٹھانا اور تمہارے اور میرے شوہر حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے سوا مجھے کوئی غسل نہ دے۔

بچوں کے جانے کے بعد حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا جو کہ اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھیں ان سے کہا کہ والدہ! میرے غسل کے لئے پانی کا انتظام کر لیں تاکہ میں غسل کر سکوں۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پانی کا انتظام کیا اور آپ رضی اللہ عنہا نے غسل کیا۔ غسل کرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا نے صاف ستھرے کپڑے پہنے اور قبلہ رو ہو کر لیٹ گئیں۔ قبلہ رو لیٹنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام جسد اطہر کو حنوط کرنے کے لئے کافور بہشتی لائے تھے جس کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین حصے کئے۔ ان میں سے دو حصے مجھے عنایت ہوئے اور میرے اور ابوالحسن (رضی اللہ عنہ) کے لئے تھے۔ تم اس میں سے ایک حصہ لے آؤ اور دوسرا حصہ ابوالحسن (رضی اللہ عنہ) کے لئے سنبھال کر رکھ دو۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے جانے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

Marfat.com

امت کے گنہگاروں کے لئے دعا فرمائی اور اپنے بچوں کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہا نے کلمہ پڑھا اور اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔

صحیح روایات کے مطابق آپ رضی اللہ عنہا کے فرمان کے مطابق حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا جبکہ غسل کا سامان حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ انہیں دیتے رہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ کو اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔ بوقت وصال آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک قریباً انتیس برس تھی۔

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ سے متعلق کئی روایات ہیں۔ کئی روایت کے مطابق حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ کئی روایت کے مطابق حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ ائمہ دین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور آپ رضی اللہ عنہا کا جنازہ آپ رضی اللہ عنہا کے فرمان کے مطابق اٹھایا گیا اور جنت البقیع میں مدفون کیا گیا جہاں آپ رضی اللہ عنہا کا مزارِ پاک مرجع گاہ خلائق ہے۔

فضائل و مناقب

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! کیا تو اس پر راضی نہیں کہ تو سارے جہاں اور جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔

حضرت عمران ابن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میری پیاری بیٹی! کیا تو اس بات پر خوش نہیں ہے کہ تم سارے جہان کی عورتوں کی سردار ہو۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا بنت عمران بھی تو ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار تھیں اور تم اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار ہو اور تمہارے شوہر علی (رضی اللہ عنہ) دنیا و آخرت کے سردار ہیں۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کی عورتوں میں سب سے افضل ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا' حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا' حضرت مریم رضی اللہ عنہا بنت عمران اور حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا بنت مزاحم ہیں۔

جنت کی عورتوں کی سردار:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنی والدہ ماجدہ سے کہا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں اور اپنی بخشش کے لئے دعا کرواؤں۔ والدہ محترمہ نے مجھے اجازت دے دی تو میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مغرب اور عشاء کی نماز میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کی ادائیگی کے بعد گھر روانہ ہونے لگے تو میں پیچھے چل پڑا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تمہیں کیا حاجت ہے؟ تمہیں اور تمہاری ماں کو اللہ بخشے ابھی ایک فرشتہ میرے پاس آیا جو اس سے قبل میرے پاس نہیں آیا تھا۔ اس نے اللہ کا سلام مجھے پیش کیا اور بشارت دی کہ میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسنین (رضی اللہ عنہم) جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

اہل بیت کا احترام:

بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مجھے یہ بات زیادہ پیاری ہے کہ میں اپنے رشتہ داروں کی نسبت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں سے تعلق استوار کروں۔

نیز فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام یہ ہے کہ ان کے اہل بیت کا احترام کیا جائے۔

حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے محبت کرے گا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا اور جو کوئی اس سے دشمنی رکھے گا وہ جہنم واصل ہوگا اور میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی الفت سو جگہ نفع پہنچاتی ہے اور

Marfat.com

ان جگہوں میں سے چند ایک موت کے وقت' قبر میں حساب و کتاب کے وقت' میزان اور پل صراط کے وقت اور روزِ محشر حساب کے وقت شامل ہیں اور میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) جس شخص سے خوش ہوگی میں اس سے خوش ہوں گا اور اللہ بھی اس سے خوش ہوگا اور میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) جس سے ناراض ہوگی اس سے میں بھی ناراض ہوں گا اور اس سے اللہ بھی ناراض ہوگا اور جو شخص ان کے شوہر علی (رضی اللہ عنہ) اور ان کی اولاد پر ظلم کرے گا اس کے لئے ہلاکت ہے۔

ترازو دو پلڑوں پر ہی قائم رہتا ہے:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ' آپ کی دائیں اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب گود میں تشریف فرما ہیں جبکہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تشریف فرما ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ اے علی (رضی اللہ عنہ)! حسن (رضی اللہ عنہ) اور حسین (رضی اللہ عنہ) دونوں میزان کے پلڑے ہیں جبکہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) اس کا ترازو ہے اور ترازو دو پلڑوں پر ہی قائم رہتا ہے جبکہ تم روزِ محشر لوگوں کا اجر تقسیم کرو گے۔

جنت میں سورج نہیں ہے:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت جنت کے باغات میں ہوں گے کہ اتنے میں ایک نور بلند ہوگا۔ گمان یہی ہوگا کہ سورج طلوع ہوا ہے۔ پھر اہل بیت ایک دوسرے سے کہیں گے کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ جنت میں سورج نہیں ہے تو پھر اللہ عزوجل انہیں فرمائے گا کہ یہ نور حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مسکراہٹ کا نور ہے جس سے جنت کے تمام باغات چمک اٹھے ہیں۔

Marfat.com

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنی خوش قسمتی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لاڈلی صاحبزادی کا نکاح مجھ سے کیا اور ان کی اور ان کے بچوں کی وجہ سے میں اہل بیت کہلایا۔

حوضِ کوثر پر ملاقات:

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقب کے لئے یہی الفاظ کافی ہیں کہ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادِ پاک میں سے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اولادِ پاک کو زندہ رکھا اور انہی کی نسل آگے چلی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لاڈلی صاحبزادی خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور ان کی اولاد کو اپنے اہل بیت کہا اور ان پر صدقہ وزکوٰۃ کو حرام قرار دیا۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا ان چند خواتین میں شامل ہیں جنہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی اور آپ رضی اللہ عنہا کو جنت کی خواتین کا سردار کہا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال کی خبر آپ رضی اللہ عنہا کو دی اور آپ رضی اللہ عنہا کو بشارت بھی دی کہ میرے اہل و عیال میں سب سے پہلے تم مجھ سے آ کر ملو گی اور ہماری ملاقات حوضِ کوثر پر ہو گی۔

فرمودات:

- اگر میں فرائض کی ادائیگی کے دوران مر بھی جاؤں تو مجھے کچھ پرواہ نہیں ہے۔
- پہلا حق باہر والوں کا ہوتا ہے اس کے بعد گھر والوں کا حق ہوتا ہے۔
- عورت کی سب سے بہترین صفت یہ ہے کہ وہ کسی غیر مرد کو نہ دیکھے اور نہ ہی کسی غیر مرد کی نگاہ اس پر پڑے۔
- ہم خدا کی رضا کے طالب ہیں، دنیاوی مال و متاع کی ہمیں کوئی حاجت نہیں اور نہ ہی ہم اس کی خواہش رکھتے ہیں۔
- خود بھوکا رہنا پڑے تو رہ لو مگر سائل کو دروازے سے خالی ہاتھ مت لوٹاؤ۔

Marfat.com

- ہم نے دنیا کے بدلے آخرت کو قبول کیا ہے اس لئے غربت وافلاس کے صدمے ہمیں اٹھانا پڑے ہیں۔
- مال کی مصیبت اور اس کا ضائع ہونا کوئی بڑی بات نہیں جبکہ اچھے لوگوں کا جدا ہو جانا بڑی مصیبت ہے۔
- میں اس خوف سے روتی ہوں کہ کہیں میری عمر دراز نہ ہو جائے۔

رسول اللہ ﷺ کی جیتی جاگتی تصویر کو دیکھا
کیا نظارہ جن آنکھوں نے تفسیر نبوت کا

Marfat.com

تعلیم و تربیت

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی زمانہ طفولیت کے قریباً چھ سال اور چار ماہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ عاطفت میں بسر کیے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو قریباً سات سال اپنی والدہ ماجدہ، شہزادیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی تربیت میں گزارنے کا موقع ملا۔ اس کے علاوہ قریباً ۳۷ برس تک اپنے والد بزرگوار ابوتراب حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ہمراہی میں بسر کیے۔ یہ تمام حضرات علم ظاہر و باطن کا منبع تھے آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے اکتسابِ فیض کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ایثار اور جود و سخا جیسی دولت سے مالا مال تھے۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا مقام طریقت میں بہت بلند ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے حقائق و معارف کے موضوع پر نہایت لطیف کلمات ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اسرارِ قلب کی حفاظت لازمی ہے کیونکہ اللہ عزوجل قلوب کا جاننے والا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میں نے اپنے بیٹے حسن (رضی اللہ عنہ) کو حلم عطا فرما دیا ہے۔

Marfat.com

عبادت وریاضت

عبادت سے مرادت عبودیت ہے یعنی بندہ اللہ عزوجل کا مطیع وفرمانبردار رہے۔
عبادت میں خشوع وخضوع کا ہونا لازمی عنصر ہے اس کے بغیر عبادت بے کار ہے۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو بھی عبادت میں خشوع وخضوع حاصل تھا۔

احیاء العلوم میں منقول ہے کہ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ جب نماز کی ادائیگی کے لئے وضو کرنے لگتے تو آپ رضی اللہ عنہ کا جسم کانپنا شروع ہو جاتا اور چہرے کا رنگ زرد پڑ جاتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے جب اس بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ جب بارگاہِ رب العزت میں کھڑا ہونے لگے تو اس کا رنگ زرد ہو جائے اور اس کے جسم پر کپکپی طاری ہو جائے۔

ایڈی عشق تیرے نے میرے سینے اگ بھڑکائی
جو کچھ خواہش تجھ بن آہی ساری ساڑ جلائی

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ جب طوافِ کعبہ کے لئے گئے تو آپ رضی اللہ عنہ کے جسم پر کپکپی طاری ہوگئی۔ کسی نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ میں جب طواف کرنے لگا تو حرم سے مجھے آواز آئی کہ تو دروازہ کے باہر کیا کرتا رہا ہے اور اب گھر کے اندر گھس آیا ہے۔

طبقات ابن سعد میں منقول ہے کہ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد مصلیٰ پر بیٹھ جاتے اور طلوع آفتاب تک مصلیٰ پر ہی تشریف فرما رہتے تھے۔ طلوع آفتاب کے بعد آپ رضی اللہ عنہ ٹیک لگا کر بیٹھ جاتے اور اسی حالت میں آنے جانے والوں سے

Marfat.com

ملاقات کیا کرتے تھے۔

حضرت سیّدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے عابد' زاہد تھے۔ جس وقت آپ رضی اللہ عنہ عبادت کے لئے کھڑے ہوتے تھے آپ رضی اللہ عنہ کا جسم مبارک کانپ رہا ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کسی بھی حالت میں یادِالٰہی سے غافل نہ رہتے تھے۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی تلاوت کے وقت جب بھی کہیں لفظ یایھا الذین اٰمنوا پڑھتے تو لبیک کہتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ پھر اس آیت کے مفہوم و معانی پر غور فرماتے۔ جب کبھی جنت و دوزخ کے بارے میں آیات کی تلاوت فرماتے تو بے اختیار رونے لگ جاتے تھے۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ ہر شب سورۃ الکہف کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ بعد نمازِ فجر تسبیحات کے علاوہ قرآن مجید کی تلاوت بھی فرمایا کرتے تھے۔

دل میں رنگ اپنا جما دو
پردۂ غفلت کا اب اٹھا دو

Marfat.com

حلیہ مبارک

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی آنکھیں سیاہ' بڑی بڑی اور غلافی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے رخسار مبارک پتلے تھے' کلائیاں گول تھیں' گردن مبارک بلند اور شفاف تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بازو اور شانے بھرے ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی داڑھی مبارک گنجان اور کانوں تک بل کھائے ہوئی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا سینہ مبارک چوڑا اور قد زیادہ طویل نہ تھا۔ چہرہ نورانی اور بال گھنگھریالے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا جسم مبارک سڈول اور نہایت خوبصورت تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ دیکھنے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہ تھے۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت عقبہ بن حارث سے مروی ہے کہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ نمازِ عصر پڑھ کر مسجد سے نکلے' حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا گزر ایک جگہ سے ہوا جہاں حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ دیگر بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھا لیا اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے ماں باپ قربان ہوں یہ بچہ میرے آقا' تاجدارِ انبیاء علیہم السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہ ہے اور علی (رضی اللہ عنہ) تمہارا مشابہ نہیں ہے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو مسکرا دیئے۔

Marfat.com

حیاتِ مبارکہ کے مختلف ادوار

دورِ رسالت مآب ﷺ

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی حیاتِ مبارکہ کے قریباً ابتدائی سات برس حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت میں بسر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو آپ رضی اللہ عنہ سے والہانہ محبت تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا زیادہ وقت حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت میں بسر ہوتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ رضی اللہ عنہ اس وقت جو کچھ حضور نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے سنتے اسے بغیر کسی ردوبدل کے اپنی والدہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو جا کر سنا دیتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک قریباً سات برس تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کا اثر آپ رضی اللہ عنہ پر اس چھوٹی سی عمر میں ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ ایک مہربان اور شفیق سے محروم ہو گئے۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد کچھ عرصہ تک گوشہ نشینی اختیار کئے رکھی۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ نماز اور قرآن مجید کی تلاوت کثرت سے کیا کرتے تھے۔

خلافت حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آلِ رسول ﷺ سے بے پناہ محبت تھی۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو بھی حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دلی انس تھا۔

Marfat.com

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، منبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر تشریف فرما تھے اور خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور کہنے لگے کہ میرے باپ کے منبر سے اتر جایئے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر سے نیچے تشریف لائے اور آپ رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھالیا اور فرمایا کہ تم نے سچ کہا یہ تمہارے باپ کا ہی منبر ہے۔

خلافت حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب فتوحات کا دروازہ کھلا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اہل بیت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وظائف مقرر فرمائے۔ چنانچہ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا وظیفہ بھی مقرر کیا گیا۔

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مفتی اعظم کے عہدہ پر فائز تھے۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ جوانی میں قدم رکھ رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اس دوران اپنے والد بزرگوار اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔

خلافت حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ:

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دورِ خلافت میں فتوحات کا دائرہ بے حد وسیع ہو چکا تھا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بھی اہل بیت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وظائف میں اضافہ کیا گیا۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مخالفت میں جس وقت شدت آئی اور آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا گیا تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور

Marfat.com

حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو ان کی حفاظت پر مامور کیا۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے کئی دنوں تک محاصرہ کرنے والوں کو روکے رکھا۔ جس وقت حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر پانی بند کیا گیا اس وقت حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ' حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے باغیوں کے ساتھ سختی سے نمٹنے کی اجازت طلب کی۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔

کچھ روز گزرنے کے بعد باغیوں نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان پر دھاوا بول دیا۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے ڈٹ کر مقابلہ کیا مگر باغیوں کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے زخمی ہو گئے۔ باغی حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہو گئے اور انہیں شہید کر دیا۔

خلافت حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک مشکل دور میں منصب خلافت سنبھالا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مختلف فتنوں نے سر اٹھایا جن کی سرکوبی میں حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ بھی اپنے والد بزرگوار کے شانہ بشانہ رہے۔

روایت میں آتا ہے کہ جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا تو حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ' آپ رضی اللہ عنہ کی کیفیت دیکھ کر رو پڑے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے حسن (رضی اللہ عنہ)! تو کیوں روتا ہے؟ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے عرض کیا: والد بزرگوار! میں اس بات پر کیوں نہ روؤں کہ آپ رضی اللہ عنہ دنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن میں ہیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

> ''میرے پیارے بیٹے! میری چار باتوں کو یاد رکھنا یہ تمہیں کبھی نقصان نہ پہنچائیں گی۔ اول تمام دولت سے زیادہ بڑی دولت عقل

Marfat.com

کی ہے' دوم سب سے بڑی محتاجی حماقت ہے' سوم سب سے زیادہ وحشت خود بینی ہے اور چہارم سب سے بہتر چیز اخلاق حسنہ ہے۔ نیز چار باتیں مزید یہ ہیں کہ خود کو احمق کی دوستی سے بچانا کیونکہ وہ تیرے ساتھ نفع کا ارادہ کرے گا اور نقصان پہنچائے گا۔ اپنے آپ کو جھوٹوں کی دوستی سے بچانا کیونکہ وہ دور کے لوگوں کو تجھ سے قریب کرے گا اور قریب کے لوگوں کو تجھ سے دور کرے گا۔ اپنے آپ کو بخیل کی دوستی سے بچانا کیونکہ وہ تجھ سے اس چیز کو دور کرے گا جس کی تجھے زیادہ ضرورت ہوگی۔ اپنے آپ کو فاسق کی دوستی سے بچانا کیونکہ وہ تجھے معمولی شے کی خاطر بیچ دے گا۔''

Marfat.com

خلافت حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ

حکومت ایک ایسی شے ہے جس کو حاصل کرنے کے لئے انسانی تاریخ خون سے بھری ہوئی ہے۔ حکومت حاصل کرنے کے لئے ذاتی مفاد کو مدنظر رکھا جاتا ہے اور حکومت ملتے ہی عوام کو بھلا دیا جاتا ہے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اہل کوفہ نے حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کی اور یوں آپ رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زیر تسلط علاقے کے علاوہ دیگر کے خلیفہ منتخب ہوئے۔ خلیفہ منتخب ہونے کے بعد حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے ذیل کا خطبہ دیا:

> ''تم میں سے ایک ایسا شخص رخصت ہوا ہے جس سے نہ اگلے بڑھ سکیں گے اور نہ ہی پچھلے اس کو پا سکیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنا علم عطا فرمایا اور جنگوں میں بھیجا۔ وہ کسی جنگ سے ناکام واپس نہیں لوٹے۔ میکائیل و جبرائیل علیہم السلام ان کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے سات سو درہم کے علاوہ جو ان کی تنخواہ مقرر تھی سونے چاندی کی کوئی شے نہیں چھوڑی اور انہوں نے یہ درہم بھی ایک خادم کے لئے جمع کئے تھے۔''

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کے وقت لوگوں نے اس بات کا بھی وعدہ کیا کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کے مطیع و فرمانبردار رہیں گے۔ جسے آپ رضی اللہ عنہ دوست رکھیں گے اسے وہ بھی دوست رکھیں گے اور جو آپ رضی اللہ عنہ کا دشمن ہوگا وہ ان کا بھی دشمن ہوگا۔

Marfat.com

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے فوج کشی:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کی خبر ملی تو انہوں نے کوفہ پر فوج کشی کی تیاری شروع کر دی۔ فوج کشی کے ساتھ ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے جاسوسوں نے بھی کوفہ اور عراق کے دیگر شہروں میں حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے خلاف لوگوں کو بھڑکانا شروع کر دیا۔ اس اثناء میں حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ پر بھی قاتلانہ حملہ ہوا مگر آپ رضی اللہ عنہ اللہ عزوجل کے فضل سے مامون رہے۔

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی لشکر کشی کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو اکٹھا کیا اور انہیں جنگ کی دعوت دی مگر کسی بھی شخص نے آپ رضی اللہ عنہ کی آواز پر لبیک نہ کہا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی:

صحیح بخاری شریف میں حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سیّد ہے اور اللہ عزوجل اس کی وساطت سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کروائے گا۔

مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح:

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے جب اپنے حامیوں کا یہ رویہ دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو تفویض فرما دی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اس اقدام کے ساتھ ہی مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح ہوئی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پورا ہوا۔

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ قریباً پانچ ماہ تک منصب خلافت پر فائز رہے۔

Marfat.com

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ذیل کی شرائط پر صلح نامہ تحریر ہوا۔

۱۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ قرآن مجید اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے طریقہ پر عمل پیرا ہوں گے۔

۲۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے بعد کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کریں گے۔

۳۔ امان بشمول شام، عراق، یمن، حجاز اور دیگر علاقوں کے سب لوگوں کے لئے ہوگی۔

۴۔ اہل بیت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں بھی رہیں ان کی جان و مال اور ناموس کی حفاظت کی جائے گی۔

۵۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو نقصان پہنچانے کی کوئی کوشش نہیں کریں گے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کے بعد لوگوں سے خطاب:

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کے بعد لوگوں سے ذیل کا خطاب کیا:

"لوگو! مجھے فتنہ و فساد سے نفرت ہے اور میں نے اپنے نانا کی امت سے فتنہ و فساد کو دور کرنے کے لئے، مسلمانوں کے جان و مال اور ان کی آبرو کو محفوظ کرنے کے لئے معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے صلح کی ہے اور انہیں خلیفہ تسلیم کیا ہے۔ اگر خلافت میرا حق تھی تو میں نے اپنا حق انہیں دے دیا اور اگر ان کا حق تھی تو انہیں مل گئی۔"

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے ایک اور موقع پر لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے ذیل کا خطبہ دیا:

"تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، میں تم سب سے زیادہ اس امت کا

Marfat.com

خیر خواہ ہوں اور کیا تم نہیں چاہتے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی امت میں اتفاق ہو۔ میں اپنے کسی ذاتی مقصد یا تشہیر کے لئے تم لوگوں کا خون بہانا نہیں چاہتا اور میں اس امر پر راضی ہوں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کو پورا کروں اور امت کو انتشار سے بچاؤں۔''

ملک و حکومت کے لئے تمہیں قتل کرواؤں:

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ جب خلافت سے دستبردار ہوئے تو ایک کوفی نے آپ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اے مسلمانوں کو ذلیل کرنے والے (نعوذ باللہ) تم پر سلام ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی بات سننے کے بعد برا نہ منایا اور فرمایا کہ میں مسلمانوں کو ذلیل کرنے والا نہیں ہوں بلکہ میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ میں حکومت کے لئے تم لوگوں کو ذلیل وخوار کروں۔

مدینہ منورہ روانگی:

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کے بعد اپنے اہل خانہ، خاندان کے دیگر افراد اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لیا اور مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور تا دمِ شہادت وہیں قیام پذیر رہے۔

Marfat.com

خطوط و خطبات

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ فصاحت و بلاغت میں بے مثل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو فصاحت و بلاغت اپنے والد بزرگوار حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ اور نانا آقائے دو جہاں' تاجدارِ انبیاء علیہم السلام' محبوبِ خدا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورثہ میں ملی تھی۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے خطبات پند و نصائح سے بھرپور ہیں۔ بچپن میں ایک مرتبہ حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم خطبہ دو میں سنوں گا۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مجھے آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے خطاب کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم میری آڑ لے لو۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے والد بزرگوار کی آڑ میں نہایت فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا جسے سن کر حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم پر بھی باپ کا اثر ہے۔

صلح سے قبل حضرت امیر معاویہ سے خطاب:

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح سے قبل ذیل کا خطبہ ارشاد فرمایا:

''تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ ہم بغیر کسی ندامت کے شامیوں سے مقابلہ کئے بغیر نہیں لوٹ رہے بلکہ ہم شامیوں سے صبر کے ساتھ جنگ کرتے لیکن حالات کا تقاضہ یہ نہیں ہے۔ صفین میں جب تمہیں بلایا گیا تھا اس وقت تمہارا دین دنیا پر مقدم تھا مگر اب حالات اس

Marfat.com

کے برعکس ہیں۔ آج تمہاری دنیا دین پر مقدم ہے اور ہم بھی اب تمہارے لئے ویسے نہیں ہیں جیسے پہلے تھے۔ تمہارے سامنے اب بھی دو قسم کے مقتول ہیں ایک صفین کے جن کے لئے تم رو رہے ہو اور دوسرے نہروان کے جن کا بدلہ تم لینا چاہتے ہو۔ تم ہمیں ایسے امر کی دعوت دے رہے ہو جو عزت اور انصاف کے خلاف ہے پس اب فیصلہ تمہاری رائے پر موقوف ہے۔ اگر تم موت چاہتے ہو تو ہم اسے تمہاری ہی جانب لوٹا دیں گے اور اللہ سے اس کا فیصلہ چاہیں گے اور اگر تم زندگی چاہتے ہو تو اسے بھی ہم مان لیں گے اور تمہارے لئے رضا کے طلبگار ہوں گے۔''

میں صاحب رکن و مقام ہوں:

ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو بلایا اور عرض کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ لوگوں کو خطبہ دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ذیل کا خطبہ ارشاد فرمایا:

''تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ لوگو! مجھے پہچانو جو مجھے پہچانتا ہے پہچانتا ہے جو نہیں پہچانتا وہ سن لے کہ میں حسن ابن علی (رضی اللہ عنہم) ابن ابی طالب ہوں۔ میں سیدہ فاطمہ الزہرا (رضی اللہ عنہا) کا بیٹا ہوں جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں۔ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرزند ہوں۔ میں صاحب معجزات وفضائل و دلائل ہوں۔ میں امیر المومنین کا بیٹا ہوں۔ مجھے میرے حق سے محروم کیا گیا۔ حسین (رضی اللہ عنہ) میرے بھائی ہیں جو جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور میں صاحب رکن و مقام ہوں۔ میں صاحب مکہ و منیٰ ہوں۔ میں صاحب مشعر و عرفات ہوں۔''

Marfat.com

نفس پر نفسانی خواہشات کو حرام کیا:

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ جانے سے قبل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے سامنے ذیل کا خطبہ دیا:

''تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بے شمار درود و سلام! وہ جنہوں نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور دو بیعت کیں وہ سب مشرک ہیں اور اس شے سے جو اللہ نے اپنے حبیب پر نازل فرمائی انکار کیا۔ جنہوں نے اپنے نفس پر خواہشاتِ نفسانی کو حرام کیا ان کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا کہ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم ان پاکیزہ چیزوں کو حرام قرار نہ دو جنہیں اللہ نے تمہارے لئے حلال قرار دیا ہے۔

اے معاویہ (رضی اللہ عنہ)! تم وہ ہو جس کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا شکم کبھی سیر نہ ہو۔ امیر المومنین وہ تھے جو مشرکین سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرماتے تھے اور شب ہجرت اپنی جان کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس طرح قربان کر دیا کہ ان کا ذکر اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں کیا۔ جن کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرے لئے ایسے ہی ہو جیسے ہارون علیہ السلام 'موسیٰ علیہ السلام کے لئے تھے۔ نیز فرمایا کہ تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔

اے معاویہ (رضی اللہ عنہ)! تم وہ ہو جس کے باپ نے جنگ خندق میں لوگوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل پر اکسایا اور تمہارا بھائی تمہارے باپ کے اونٹ کی مہار تھامے ہوئے تھا اور تم اس کو ہنکا رہے تھے۔

اے معاویہ (رضی اللہ عنہ)! تم ہی وہ شخص ہو جسے حضرت سیدنا عمر فاروق

Marfat.com

رضی اللہ عنہ نے شام کا گورنر بنایا مگر تم نے خیانت کی۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے والی بنایا مگر تو ان کا خیر خواہ نہ رہا۔"

امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے نام خط:

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جس کا ترجمہ ذیل ہے:

"حسن ابن علی (رضی اللہ عنہم) کی جانب سے معاویہ ابن ابی سفیان (رضی اللہ عنہم) کے نام۔

السلام علیکم! تمام تعریفیں اللہ کے لئے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔

اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا اور اللہ عزوجل نے ان پر فیوضِ زندگی کا خاتمہ اس طرح کیا کہ دین میں کوئی کمی نہ رہنے دی۔ اللہ عزوجل نے ان کے ذریعے حق کو ظاہر کیا اور شرک کو برباد کیا۔ جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اس کے بعد سلطنت کا تنازعہ شروع ہوا۔ قریش کہتے تھے کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے وارث ہیں، ہم حکومت کے زیادہ حق دار ہیں۔ پس عرب نے دیکھا کہ بات وہی ہے جو قریش کہہ رہے ہیں اور دلیل ان کے حق میں ہی ہے۔ جب ہم اہل بیت نے حکومت حاصل کرنے کے بعد اسی دلیل سے قریش سے اپنا حق طلب کیا تو ہمیں دور کر دیا گیا اور ہمارا حق ہم سے چھین لیا۔ اب اللہ عزوجل کے ہاں اس بات کا انصاف ہوگا اور وہی سب کا مددگار ہے۔

Marfat.com

اے معاویہ (رضی اللہ عنہ)! تجھ پر تیرے اس امر (سلطنت) کو حاصل کرنے پر تعجب ہے۔ اس امر کا تو کسی بھی طرح اہل نہیں، نہ تجھے دین میں کوئی فضیلت حاصل ہے۔ تو جان لے کہ آخرت کا انجام کیا ہے۔ قسم ہے خدا کی! تو اپنے رب کے پاس عنقریب جانے والا ہے پھر تجھے ان اعمال کا بدلہ ملے گا جو تیرے ہاتھ پیش کریں گے۔ اللہ عزوجل بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ بے شک علی (رضی اللہ عنہ) اپنی راہ پر گئے اور اللہ عزوجل نے ان پر اپنی رحمت نازل فرمائی۔"

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اور دعا کی نصیحت

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے آپ رضی اللہ عنہ کا ایک لاکھ درہم سالانہ وظیفہ مقرر کیا گیا۔ جس سال آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا اس سال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے آپ رضی اللہ عنہ کو وظیفہ نہ ملا۔ جب وظیفہ میں تاخیر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حالات کی تنگی کے سبب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھنے کا ارادہ کیا۔ ابھی آپ رضی اللہ عنہ اسی شش و پنج میں مبتلا تھے کہ نیند آ گئی۔ خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی تنگ دستی کا ذکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ یہ دعا پڑھو:

''اے اللہ! میرے دل میں اپنی امید پیدا فرما اور اپنے ماسوا سے میری امید کو ختم کر دے اور میں تیرے سوا کسی سے امید نہ رکھوں اور میری قوتوں کو کمزور نہ بنا اور میرے نیک اعمال میں مجھ سے کوتاہی نہ کروا اور مجھے ایسی قوت عطا فرما کہ میں تیری مخلوق کے پاس حاجت لے کر نہ جاؤں اور اے میرے رب! مجھے یقین کی دولت سے مالا مال فرما۔''

ابھی آپ رضی اللہ عنہ کو یہ دعا پڑھتے ہوئے ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے ڈیڑھ لاکھ درہم وصول ہوئے اور ساتھ ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے معذرت کا ایک خط بھی موصول ہوا۔

Marfat.com

کشف وکرامت

کرامت کے معنی کسی بھی مومن و متقی شخص سے کسی عجب بات کے رونما ہونے کا نام ہے۔ اسی طرح اگر ابنیاء کرام علیہم السلام سے کسی عجب بات کا ظہور ہو تو وہ معجزہ کہلاتی ہے۔ معجزہ اور کرامت میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ ہر نبی کے پاس معجزہ ہوتا ہے مگر ہر ولی کے پاس کرامت ہونا ضروری نہیں ہے۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ بھی صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کی چند کرامات کا ذکر کیا جا رہا ہے:۔

اولادِ نرینہ عطا فرمائی ہے:

شواہد النبوۃ میں منقول ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ با پیادہ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے راستہ میں ایک منزل پر قیام فرمایا تو وہاں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ سیدی! میری بیوی دردِ زہ میں مبتلا ہے آپ رضی اللہ عنہ اس کے حق میں دعائے خیر فرما دیں۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم گھر جاؤ تمہاری بیوی ٹھیک ہوگئی ہے اور اللہ عزوجل نے تمہیں اولادِ نرینہ عطا فرمائی ہے۔ جب وہ شخص گھر پہنچا تو اس کی بیوی نے بیٹے کو جنا تھا۔

درختوں پر تازہ کھجوریں لگ گئیں:

ایک مرتبہ دورانِ سفر حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا گزر کھجوروں کے ایک باغ سے ہوا۔ اس باغ میں موجود کھجوروں کے تمام درخت خشک ہو چکے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے فرزند بھی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے آرام کی غرض سے ایک

Marfat.com

خشک درخت کے نیچے بستر لگالیا۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے نے آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اے ابن رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کاش ان درختوں پر کھجوریں ہوتیں تاکہ ہم سب تازہ دم ہو جاتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی بات سن کر دعا فرمائی تو کچھ ہی دیر میں سوکھے ہوئے درختوں پر تازہ کھجوریں نکل آئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ موجود دیگر لوگوں نے ان کھجوروں کو شکم سیر ہو کر کھایا۔

سر تا بہ قدم ہے تن سلطان زمن پھول
لب پھول، دہن پھول، ذقن پھول، بدن پھول
کیا بات ہے رضاؔ اس چمنستانِ کرم کی
زہرا ہے کلی جس کی حسین اور حسن پھول

Marfat.com

مسئلہ جبر وقدر

جب فرقہ قدریہ کا غلبہ ہوا اور عقائد معتزلہ عام ہونے لگے تو حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے نام ذیل کا عریضہ لکھا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! السلام علیکم اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آنکھوں کی ٹھنڈک۔ آپ رضی اللہ عنہ امت کے لئے اندھیرے میں مینارۂ نور ہیں اور ہادی و رہنما ہیں۔ جو آپ رضی اللہ عنہ کی پیروی کرے گا وہ منزلِ مقصود کو پہنچے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا خاندان حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی مانند ہے جس کا سہارا لے کر امت کے لوگ نجات پاتے ہیں۔ اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسئلہ جبر وقدر کے متعلق آپ رضی اللہ عنہ کا کیا فرمان ہے؟ اس وقت ساری خلقت پریشان ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ انبیاء علیہم السلام کی اولاد ہیں اور علم الٰہی سے بخوبی واقف ہیں اور حق تعالیٰ کی جانب سے امت کے محافظ ہیں۔''

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے عریضہ کے جواب میں ذیل کا عریضہ لکھا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! السلام علیکم! عریضہ ملا میری رائے اس مسئلہ میں یہ ہے کہ جو شخص یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ خیر و شر منجانب اللہ ہے وہ کافر ہے اور جس نے گناہ کے کاموں میں اللہ عزوجل کو ذمہ دار ٹھہرایا

Marfat.com

وہ فاسق وفاجر ہے۔ اللہ عزوجل کسی کو جبراً نیکی پر آمادہ نہیں کرتا اور نہ ہی وہ کسی سے جبراً کوئی گناہ کرواتا ہے۔ اللہ عزوجل نے جن چیزوں کا مالک بندے کو بنایا ہے حقیقت میں وہ ہی ان چیزوں کا مالک ہے اور جن چیزوں پر بندوں کو قدرت دی ہے حقیقت میں وہی ان پر قادر ہے۔ اگر کوئی اللہ عزوجل کی فرمانبرداری کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اسے اس سے روکتا نہیں اور جو کوئی نافرمانی کا ارادہ کرتا ہے تو بھی وہ اسے اس سے نہیں روکتا۔ اگر وہ کسی کو اپنے کرم سے اس نافرمانی سے روک دے تو روک دے وگرنہ فی الوقت کچھ نہیں کہتا۔ اللہ عزوجل نے نیک وبد کی ذمہ داری انسان پر عائد کر کے اپنی حجت قائم کر دی ہے اور نیک وبد کی ذمہ داری اللہ پر نہیں ہے۔''

Marfat.com

سیرتِ مبارکہ

احسان کرنے والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے:

ایک مرتبہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے چند دوستوں کے ہمراہ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ خادم سالن لے کر آیا۔ جب وہ سالن آپ رضی اللہ عنہ کو پکڑانے لگا تو برتن اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور سالن آپ رضی اللہ عنہ پر گر پڑا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب اس کی جانب دیکھا تو اس نے جھٹ سے قرآنِ مجید کی آیت پڑھی جس کا مطلب تھا کہ غصہ کو پی جانے والے اور معاف کرنے والے اور احسان کرنے والوں سے اللہ محبت رکھتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب اللہ عزوجل کا یہ فرمان سنا تو اس کو معاف کرتے ہوئے آزاد فرما دیا۔

حقیقی فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے تحمل و بردباری کا اندازہ اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کوفہ کی جامع مسجد کے دروازے پر تشریف فرما تھے کہ ایک دیہاتی آیا اور اس نے آتے ہی آپ رضی اللہ عنہ کو اور آپ رضی اللہ عنہ کے والدین کو گالیاں دینا شروع کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نہایت تحمل کے ساتھ اس سے دریافت کیا کہ کیا تو بھوکا ہے یا پھر تجھ پر کوئی اور مصیبت آن پڑی ہے؟ اس دیہاتی نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات کو ان سنی کرتے ہوئے پھر سے گالیاں دینا شروع کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خادم سے کہہ کر ایک طشت چاندی کا منگوایا اور اسے دے دیا اور فرمایا کہ اس وقت میرے گھر میں صرف یہی موجود ہے تم اسے رکھ لو۔ اس دیہاتی نے جب آپ رضی اللہ عنہ کا کمال تحمل دیکھا تو کہنے لگا کہ میں صدقِ دل سے

Marfat.com

گواہی دیتا ہوں کہ آپ رضی اللہ عنہ حقیقی فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

سائل کی پیشانی شرم سے عرق آلود نہ ہو:

ایک مرتبہ ایک اعرابی حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی حاجت بیان کرنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس موجود دس ہزار درہم اسے عنایت کر دیئے۔ اس اعرابی نے عرض کیا کہ حضور! آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنی حاجت بیان کرنے کا موقع ہی نہیں دیا اور عطا کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے نفوس سوال کرنے سے قبل ہی عطا کرنے کے عادی ہیں تاکہ سائل کی پیشانی شرم سے عرق آلود نہ ہو۔

جود وسخا:

ابن عساکر کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک ضرورت مند حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں مقروض ہوں اور میرے اہل وعیال کا گزارہ نہایت تنگدستی میں ہو رہا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت ایک لاکھ درہم تھے آپ رضی اللہ عنہ نے اسے وہ سارے عطا کر دیئے۔

اجر بھی ملے گا:

احیاء العلوم میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی تنگدستی اور فقر وفاقہ کا ذکر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے پچاس ہزار اشرفیاں عطا فرما دیں۔ اس شخص سے وہ پچاس ہزار اشرفیاں اٹھائی نہ گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مزدوروں کو بلانے کا حکم دیا۔ چنانچہ دو مزدور بلائے گئے اور انہوں نے وہ اشرفیاں اٹھائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان مزدوروں کو مزدوری الگ سے خود عطا کی۔ جب وہ شخص چلا گیا تو خادمین نے عرض کیا کہ حضور! اب کچھ بھی پاس نہیں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کے ہاں اس کا اجر بھی ملے گا اور وہ زیادہ عطا کرے گا۔

Marfat.com

پچیس حج با پیادہ:

اسد الغابہ میں صحیح روایات سے منقول ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے پچیس حج با پیادہ کئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سواری کے لئے اونٹنیاں بھی موجود ہوتیں لیکن آپ رضی اللہ عنہ ان پر سواری نہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جب آپ رضی اللہ عنہ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا کہ مجھے اپنے رب سے شرم آتی ہے کہ میں اس کے گھر اس کی ملاقات کو جاؤں اور سواری پر سوار ہو کر جاؤں۔

اللہ عزوجل پر توکل:

ابن عساکر کی روایت ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا قول دہرایا گیا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مفلسی کو تونگری سے بہتر اور بیماری کو تندرستی سے بہتر خیال کرتا ہوں۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل ان کے حال پر رحم فرمائے ہم نے تو خود کو اللہ عزوجل پر چھوڑ رکھا ہے وہ جس حالت میں بھی رکھتا ہے ہم اس کا شکر ادا کرتے ہیں اور ایسی کوئی حالت جو اس کی رضا کے خلاف ہو اس کے متمنی نہیں ہیں۔

تدبر:

علامہ ابن قیم روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کو گرفتار کر کے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لایا گیا۔ اس شخص کی گرفتاری ایک ویران مقام سے ہوئی تھی اور اس کے ہاتھ میں خون آلود چھری تھی اور پاس ہی ایک خون آلود لاش تھی۔ اس شخص نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اقبالِ جرم کر لیا۔ جب اس سے قتل کا واقعہ دریافت کیا گیا تو اس شخص نے کہا کہ میں نے جائے وقوعہ پر ایک بکرے کو ذبح کیا اور اس کا گوشت کاٹ رہا تھا کہ مجھے پیشاب کی حاجت محسوس ہوئی۔ میں نزدیکی جگہ چلا گیا اور اپنی

Marfat.com

حاجت سے فارغ ہوا۔ جب میں گوشت کے پاس پہنچا تو میں نے دیکھا کہ ایک لاش پڑی ہے۔ اس دوران لوگ آ گئے اور انہوں نے میرے ہاتھ میں چھری دیکھ کر مجھے قاتل سمجھ لیا۔ جب میں نے دیکھا کہ اتنے زیادہ لوگوں کے سامنے میرے بیان کی کچھ اہمیت نہیں ہے تو میں نے اقبالِ جرم کر لیا۔

اس دوران ایک اور شخص حاضر ہوا اور اس نے بھی اس قتل کے متعلق اقبالِ جرم کر لیا۔ اس شخص نے کہا کہ میں اعرابی ہوں اور میں نے مقتول کو مال کے لالچ میں قتل کیا ہے۔ میرے دل نے مجھے آمادہ کیا تو میں نے حاضر ہو کر اقبالِ جرم کر لیا۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دونوں اشخاص کی جانب دیکھا اور پھر حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ جو کہ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تشریف فرما تھے ان سے اس مسئلہ کی بابت دریافت کیا۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر اس دوسرے شخص نے واقعی قتل کیا ہے تو اس نے اقبالِ جرم کر کے دوسرے شخص کی جان بھی بچائی ہے اور اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ جس نے ایک شخص کی جان بچائی گویا اس نے پوری انسانیت کی جان بچائی۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو اسے پسند کرتے ہوئے فرمایا کہ دونوں کو چھوڑ دیا اور پھر مقتول کا خون بہا آپ رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے ادا کرنے کا حکم دیا۔

نیکی کا بدلہ ضرور ملنا چاہیے:

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے ایک حبشی غلام کو دیکھا کہ سامنے روٹی رکھی ہوئی ہے اور وہ ایک لقمہ خود کھاتا ہے دوسرا لقمہ پاس بیٹھے ہوئے کتے کو پھینکتا جاتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت کیا کہ تم ایسے کیوں کر رہے ہو؟ اس حبشی غلام نے کہا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ میں خود کھاؤں اور اسے کھانے کے لئے نہ دوں۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے اس کی بات سنی تو فرمایا کہ اسے نیکی کا بدلہ ضرور ملنا چاہیے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اسے دہیں

Marfat.com

بیٹھے رہنے کا کہا اور اس کے مالک کے پاس جا کر اسے خرید لیا۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے اس غلام کے مالک سے وہ اراضی بھی خرید لی جس کی حفاظت پر وہ مامور تھا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اس غلام کو آزاد کر کے وہ اراضی بھی اس کی ملکیت میں دے دی۔

اللہ کا فیصلہ:

ابن سعد کی روایت ہے کہ مروان جب حاکم بنا تو وہ علی الاعلان حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کیا کرتا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کو (نعوذ باللہ) برا کہا کرتا تھا۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اس کی ان گستاخیوں کو نہایت تحمل سے برداشت کیا کرتے تھے۔ ایک دن مروان نے ایک شخص کو حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا جس نے آپ رضی اللہ عنہ کو اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کی۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے فرمایا کہ مروان سمجھتا ہے کہ میں اس کی گالیوں کے بدلے گالیاں دوں گا تو یاد رکھو کہ میں صبر کروں گا۔ قیامت قائم ہونے والی ہے اگر تم سچے ہوئے تو اللہ جزائے خیر دے گا اور اگر تم جھوٹے ہوئے تو اللہ کی گرفت بہت مضبوط ہے۔

حلیم و بردبار:

ابن عساکر کی روایت ہے کہ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے جنازہ پر جب مروان نے گریہ وزاری کی تو حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو اب روتا ہے اور ان کی زندگی میں تو نے ان کے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا؟ مروان نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہے کہ میں اس شخص کے ساتھ ایسا کر رہا تھا جو پہاڑ سے بھی زیاد حلیم و بردبار تھا۔

تمام مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا:

ابن سعد کی روایت ہے کہ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ اپنا تمام مال اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کیا اور تین مرتبہ نصف مال راہِ الٰہی میں خرچ کیا۔

Marfat.com

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا دسترخوان:

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا دسترخوان بے حد وسیع تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ہر وقت فقراء و مساکین کا ہجوم رہتا تھا اور سب پیٹ بھر کے کھانا کھاتے تھے مگر آپ رضی اللہ عنہ کی غذا صرف جو کی روٹی تھی۔

تم مجھے نہیں پہچانتی میں تمہیں پہچانتا ہوں:

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ اکٹھے حج کے لئے روانہ ہوئے۔ راستہ میں زادِ راہ ختم ہو گیا۔ دورانِ سفر انہیں ایک خیمہ نظر آئے۔ تینوں حضرات اس خیمہ کی جانب گئے۔ خیمے میں ایک بوڑھی عورت تھی۔ ان تینوں حضرات نے دیکھا کہ اس بوڑھی عورت کے پاس صرف ایک بکری ہے۔ جب انہوں نے اس بوڑھی عورت سے کچھ کھانے کو طلب کیا تو اس بوڑھی عورت نے کہا کہ اس بکری کا دودھ دوھ کر پی لیں۔ تینوں حضرات نے اس بکری کا دودھ دوھ کر پیا۔ پھر جب کھانے کا پوچھا تو اس بوڑھی عورت نے کہا کہ اس بکری کو ذبح کر کے کھا لیں۔ ان تینوں حضرات نے بکری ذبح کی اور گوشت کھا لیا۔ ان تینوں حضرات کے جانے کے بعد اس بوڑھی عورت کا شوہر جب گھر آیا تو بوڑھی عورت نے اسے سارا واقعہ سنایا۔ وہ شخص نہایت غصے میں آ گیا اور کہنے لگا کہ تم نے بکری ان لوگوں کو کیوں دی جنہیں ہم جانتے ہی نہیں ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد قحط پڑا اور وہ بوڑھی اور اس کا شوہر مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

مدینہ منورہ کی ایک گلی میں حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے جب انہیں دیکھا تو انہیں بلایا۔ بوڑھی عورت نے آپ رضی اللہ عنہ کو پہچاننے سے انکار کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم مجھے نہیں پہچانتی مگر میں تمہیں پہچانتا ہوں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو ایک ہزار بکریاں اور ایک ہزار اشرفیاں عنایت کیں اور اسے حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس

Marfat.com

بھیج دیا۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے بھی اسے ایک ہزار بکریاں اور ایک ہزار اشرفیاں عنایت کیں اور اس عورت کو حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور انہوں نے اسے دو ہزار بکریاں اور دو ہزار دینار عطا فرمائے۔

اپنا کھانا دوسروں کو کھلا دیتے:

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ جب تک انہیں اس بات کا یقین نہ ہو جاتا کہ ان کے اردگرد کوئی شخص بھوکا تو نہیں ہے آپ رضی اللہ عنہ کھانا تناول نہ فرماتے تھے۔ اکثر وبیشتر ایسا ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ کھانا تناول فرمانے لگتے تو کوئی بھوکا آ جاتا اور آپ رضی اللہ عنہ اپنا کھانا اسے کھلا دیتے اور خود فاقہ سے رہتے تھے۔

زمین خرید کر مالک کو واپس کردی:

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے ایک انصاری سے چار لاکھ درہم میں زمین کا ایک قطعہ خریدا۔ کچھ دنوں بعد آپ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ وہ ضرورت مند ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہ خریدی ہوئی زمین اس شخص کو عنایت کردی۔

Marfat.com

شہادت

موتو والی موت نہ ملسی جیں وِچ موت حیاتی ھو
موت وصال تھیوسے ہکا جد اسم پڑھوے ذاتی ھو
عین دے اندر عین تھیوسے دور ہووے قربانی ھو
ھو دا ذکر ہمیش سڑیندا' دینہاں سکھ نہ راتی ھو

جب تک بندے کو موتو اقبل ان تموتوا جیسی موت نصیب نہیں ہوتی اس وقت تک اسے معرفت الٰہی حاصل نہیں ہوتی اور معرفت الٰہی کے بغیر آنے والی موت بے کار اور لاحاصل موت ہے۔ جہاں تک موتو اقبل ان تموتوا کا تعلق ہے تو اس سے مراد انسان کا اپنے نفس کی خواہشات سے مکمل نجات پانا ہے اور جب انسان اپنی نفسانی خواہشات سے مکمل چھٹکارا پالیتا ہے تو پھر وہ واصل الی اللہ ہو جاتا ہے۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی موت بھی موتو اقبل ان تموتوا والی موت تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ واصل باللہ تھے اور صحیح معنوں میں عاشق الٰہی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنی سیرت و صورت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھے اور عبادت و ریاضت کے بھی اتنے ہی مشتاق تھے جیسے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی کے ابتدائی برس چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ بسر ہوئے تھے اور یہی وہ ابتدائی تربیت تھی جس کا اثر تادمِ وصال آپ رضی اللہ عنہ کی شخصیت پر نمایاں تھا۔

ابن سعید کی روایت ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ آپ

Marfat.com

رضی اللہ عنہ کے دونوں چشم مبارک کے درمیان قل ھو اللہ احد لکھی ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اہل بیت نے خواب سنا تو خوش ہوئے مگر جب یہ خواب حضرت سعید بن میتب رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک کے کچھ ہی روز باقی رہ گئے ہیں۔

روایات کے مطابق مدینہ منورہ میں حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے یزید بن معاویہ کے کہنے پر آپ رضی اللہ عنہ کو زہر دیا۔ یزید نے جعدہ سے کہا تھا کہ اگر وہ آپ رضی اللہ عنہ کو زہر دے دی گی تو وہ اس سے نکاح کرلے گا۔ چنانچہ جب جعدہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو زہر دے دیا تو یزید نے کہلا بھیجا کہ جب میں نے یہ برداشت نہ کیا کہ تو ان کے نکاح میں رہے تو میں تمہیں اپنی ذات کے لئے کیوں پسند کروں گا؟

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر کا اثر اس قدر شدید تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی انتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے ہوکر دستوں کے ذریعے نکلنے لگیں۔ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ وہ کون ہے جس نے یہ حرکت کی؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اسے مارنا چاہتے ہو؟

حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں! میں اسے مارنا چاہتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میرا قاتل وہی ہے جس کا گمان مجھے ہے تو اللہ عزوجل سخت بدلہ لینے والا ہے اور اگر وہ نہیں ہے تو پھر میں نہیں چاہوں گا کہ تم کسی بے گناہ کو قتل کرو۔

صحیح روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو انتہائی تیز زہر پلایا گیا جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کی طبیعت بے حد ناساز ہوگئی۔ جب یہ خبر پھیلنی شروع ہوئی تو لوگ جوق در جوق آپ رضی اللہ عنہ کی خبرگیری کے لئے تشریف لانے لگے۔ زہر کی شدت کی وجہ سے آنتیں کٹ رہی تھیں اور قے کرکے حلق خشک ہو چکا تھا۔ اہل و عیال کے آنسو تھمنے کا نام نہ لیتے تھے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے غم کی شدت میں جب قاتل کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ اگر قاتل وہی ہے جس کے بارے میں میرا گمان ہے تو اللہ عزوجل بدلہ لینے والا ہے اور اگر قاتل وہ نہیں ہے تو میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کسی بے گناہ کی جان جائے۔

حضرت ابوبکر بن حفص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیا گیا اور ان کو زہر ان کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے دیا۔

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو نصیحت:

جب حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی تکلیف کی شدت بڑھ گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے فرمایا:

''بہن! دعا کرو کہ اللہ عزوجل ایمان پر خاتمہ فرمائے۔ والدین میرا انتظار کر رہے ہیں۔ اللہ عزوجل تمہارا نگہبان ہو' تم میرے بعد خاندان کی نگہبان ہو ان کو کوئی تکلیف نہ آنے دینا۔ صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا اور رضائے الٰہی میں راضی رہنا۔''

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے آخری گفتگو:

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے جب بڑے بھائی کی بہن سے گفتگو سنی تو والہانہ گلے سے لپٹ گئے اور روتے ہوئے کہنے لگے کہ بھائی! آپ رنجیدہ نہ ہوں' عنقریب آپ رضی اللہ عنہ نانا جان' محبوبِ خدا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے والے ہیں۔ مولائے کائنات حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ' حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا' شہزادی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا' حضرت سیدنا قاسم' حضرت سیدنا طاہر' حضرت سیدنا حمزہ و حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ عنہم کا دیدار آپ رضی اللہ عنہ کو نصیب ہونے والا ہے۔

Marfat.com

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میرے پیارے بھائی! میں ایسے امر میں داخل ہونے والا ہوں جس کی مثل اب تک داخل نہیں ہوا اور میں خلق الٰہی میں ایسی خلق کو دیکھ رہا ہوں جس کی مثل میں نے کبھی نہیں دیکھی۔''

نیز فرمایا:

''اے حسین (رضی اللہ عنہ)! میں اس وقت کو بھی دیکھ رہا ہوں جب تمہارے لئے اللہ کے سوا کسی کی کوئی مدد نہ ہوگی۔ اپنے نانا اور والد کی نصیحت کے مطابق صبر کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑنا اور تم بھی عنقریب ہم سے ملنے والے ہو۔''

وصال:

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے ۵ ماہ ربیع الاول ۴۹ھ کو ۴۵ سال چھ ماہ کی عمر میں اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔

نمازِ جنازہ:

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر آناً فاناً مدینہ منورہ اور گردونواح میں پھیل گئی۔ لوگ جوق در جوق آپ رضی اللہ عنہ کے مکان پر جمع ہونا شروع ہو گئے۔ اس موقع پر ہر آنکھ اشک بار تھی۔ حضرت ثعلبہ بن ابی مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کے جنازہ پر لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ اس سے پہلے شاید ہی کبھی مدینہ منورہ میں اتنا ہجوم ہوا ہو۔ لوگوں کی کثرت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی شے زمین پر گر جاتی تو اسے لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے اٹھایا نہ جاسکتا تھا۔

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا وصال کوئی معمولی واقعہ نہ تھا بلکہ یہ صبر وتحمل، استغناء وبے نیازی اور عفوو درگزری کا وصال تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے وصال پر حضرت ابوہریرہ

Marfat.com

رضی اللہ عنہ لوگوں کو پکار پکار کر کہتے تھے کہ آج رو لو کیونکہ آج حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ہم سے جدا ہو گیا ہے۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور لوگوں کی ایک کثیر تعداد نے نمازِ جنازہ میں شرکت فرمائی۔

جائے مدفن:

صحیح روایات کے مطابق حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اجازت طلب کی کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کر دیا جائے۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی مگر مدینہ کے گورنر مروان نے سخت مخالفت کی جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا جہاں آپ رضی اللہ عنہ کا مزارِ پاک مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔

Marfat.com

ازواج واولاد

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی ازواج کی تعداد کثیر ہے جن سے آپ رضی اللہ عنہ کی بے شمار اولاد تولد ہوئی۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادوں حضرت سیّدنا قاسم بن حسن رضی اللہ عنہ' حضرت سیّدنا ابوبکر بن حسن رضی اللہ عنہ' حضرت سیّدنا عبداللہ بن حسن رضی اللہ عنہ وغیرہم نے بھی واقعہ کربلا میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی ازواج کی تعداد کے متعلق کتب سیر میں مختلف آراء موجود ہیں۔ ایک روایت کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کی ازواج کی تعداد ۱۰۰ اور ایک روایت کے مطابق ۷۰ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کثیر ازواج کے متعلق روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے حسن (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ جس کا جسم متمسک ہوگا اس پر جہنم کی آگ حرام ہوگی۔

ازواج:

کتب سیر میں حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی جن ازواجِ کے اسمائے مبارکہ کا ذکر موجود ہے وہ ذیل ہیں۔

۱۔ ام بشیر بنت ابومسعود

۲۔ خولہ بنت منظور

۳۔ فاطمہ بنت ابومسعود

۴۔ ام اسحٰق بنت طلحہ

Marfat.com

۵۔ ام ولد

۶۔ رملہ

۷۔ ام الحسن

۸۔ ثقفیہ

۹۔ امراء القیس

۱۰۔ جعدہ بنت اشعث

اولاد:

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد کے متعلق بھی کتب سیر میں مختلف آراء موجود ہیں۔صحیح روایات کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کی اولاد کی تعداد سترہ ہے جن کے نام ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ

۲۔ حضرت حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ

۳۔ حضرت حسین الاثرم رضی اللہ عنہ

۴۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

۵۔ حضرت اسماعیل رضی اللہ عنہ

۶۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

۷۔ حضرت یعقوب رضی اللہ عنہ

۸۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

۹۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ

۱۰۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

۱۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

۱۲۔ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ

۱۳۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

۱۴۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

۱۵۔ حضرت ام عبداللہ رضی اللہ عنہا

۱۶۔ حضرت ام الحسین رضی اللہ عنہا

۱۷۔ حضرت ام الحسن رضی اللہ عنہا

سلسلہ قادریہ عالیہ کے بانی حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی المعروف حضور سیّدنا غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب والد بزرگوار کی جانب سے حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت سیّدنا حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔

Marfat.com

فرمودات

- جس کو عقل نہیں ملی اسے ادب بھی نہیں ملا۔
- تین برائیوں سے لوگ تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ اول تکبر' دوم حرص اور سوم حسد۔
- تکبر سے دین مٹ جاتا ہے۔
- ضرورت کا پورا نہ ہونا اس سے کہیں بہتر ہے کہ اس کے لئے کسی نا اہل کی طرف رجوع کیا جائے۔
- حسد برائی کا پیغام لانے والا ہے۔
- جس میں حیا نہیں اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔
- فقر اور دولت مندی دونوں حالتوں میں میانہ روی قائم رکھو۔
- دانائی دین کی محافظت' عزت نفس' عجز و انکساری اور ایفائے عہد' ادائے حقوق اور خلق خدا کی محبت میں پوشیدہ ہے۔
- حلم غصہ کا پی جانا اور نفس پر قابو رکھنے کا نام ہے۔
- مکارمِ اخلاق دس چیزیں ہیں۔ اول زبان کی سچائی' دوم جنگ کے وقت حملہ کی شدت' سوم سائل کو دینا' چہارم حسن اخلاق' پنجم احسان کا بدلہ' ششم صلہ رحمی' ہفتم پڑوسی کی حفاظت و حمایت' ہشتم حق دار کی حق شناسی' نہم مہمان نوازی اور دہم شرم و حیاء و غیرت
- اپنے سفر کے لئے تیار ہو جا اور موت آنے سے قبل زادِ راہ مہیا کر لے۔

Marfat.com

- اللہ کی قسم اگر پردہ ہٹا دیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ نیکوکار اپنی نیکی میں مشغول رہے اور بدکار اپنی برائی میں مصروف رہے۔
- دنیا کو کم کرو اور اسے ایک مردار کی مانند خیال کرو۔
- عزت صرف اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے لئے ہے۔
- کسی شخص کے پاس اس وقت تک نہ جاؤ جب تک تم اس کے علم سے فائدہ حاصل نہ کر سکو۔
- مومن دنیا میں زادِراہ حاصل کرتا ہے اور کافر صرف دنیاوی فائدہ۔
- اللہ عزوجل کی حرام کی ہوئی چیزوں سے علیحدگی اختیار کرو تو عابد بن جاؤ گے۔
- اللہ عزوجل کی تقسیم پر راضی ہو جاؤ لوگوں سے بے نیاز ہو جاؤ گے۔
- نیکی وہ ہے جس کے کرنے میں کسی قسم کی ریاکاری نہ ہو۔
- سوال سے قبل ہی عطا کر دینا بڑی سخاوت ہے۔
- گناہ پر سزا دینے میں جلد بازی نہ کرو بلکہ درمیانی راستہ ہمیشہ کھلا رکھو۔
- نعمتیں جب تمہیں میسر تھیں تم اس کا شکر ادا نہ کر سکے اور جب وہ تم سے واپس لے لی گئیں تو تمہیں ان کی قدر یاد آ گئی۔

Marfat.com

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی دیگر اولاد کا بیان

حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ:

سبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو عبداللہ حضرت سیّدنا امام حسین بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تمام دنیاوی علائق سے پاک وصاف اپنے زمانہ کے امام وسردار ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا نام ''حسین'' ہے، کنیت ابو عبداللہ اور لقب سبط الرسول اور ریحانۃ الرسول ہے۔ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ۴ھ میں تولد ہوئے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش سے قبل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت سیّدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے ایک خواب دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا وہ خواب بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے ایک ٹکڑا علیحدہ کر کے میری گود میں ڈال دیا گیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ (رضی اللہ عنہا) گھبرایئے نہیں یہ نہایت مبارک خواب ہے۔ میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) عنقریب ایک بیٹے کو پیدا کرے گی جسے آپ (رضی اللہ عنہا) گود لیں گی۔ چنانچہ جب حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تولد ہوئے تو حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اس وقت ابھی مدت رضاعت میں تھے اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو حضرت سیّدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کی گود میں دے دیا اور یوں حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی رضاعت کے دن حضرت سیّدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کے پاس بسر کیے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی تربیت خود فرمائی اور

Marfat.com

حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بچپن سے ہی حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ رہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے والدین کی زیر تربیت رہے اور ان سے عشق مصطفیٰ ﷺ کا بیج دل میں بویا۔ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے کہ حسین (رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہے اور میں حسین (رضی اللہ عنہ) سے ہوں پس اللہ اس سے محبت کرے گا جو حسین (رضی اللہ عنہ) سے محبت کرے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا' آپ ﷺ نے حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو اٹھا رکھا تھا اور ان کے لعابِ دہن کو اس طرح چوس رہے تھے جس طرح آدمی کھجور کو چوستا ہے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ' ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکلے اور آپ ﷺ کا گزر حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر سے ہوا تو آپ ﷺ نے حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز سنی۔ آپ ﷺ اسی وقت حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے اور فرمایا کہ بیٹی! اس کو نہ رلایا کرو کیونکہ اس کے رونے سے میرے دل کو تکلیف ہوتی ہے۔

بخاری شریف کی ایک روایت کے مطابق حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں زکوٰۃ کی کھجوروں کا ایک ٹوکرا لایا گیا۔ آپ ﷺ انہیں تقسیم فرمانے کا ارادہ رکھتے تھے کہ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ جو کہ ابھی چھوٹے تھے آئے اور ایک کھجور کو اٹھا کر منہ میں ڈال لیا۔ آپ ﷺ نے وہ کھجور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے منہ سے نکالی اور فرمایا کہ میرے اہل بیت کے لئے زکوٰۃ حرام ہے۔ پس اس دن کے بعد حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے نانا حضور نبی کریم ﷺ کی بات ذہن نشین کر لی اور پھر کبھی اہل بیت کی سیادت پر حرف نہ آنے دیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک روز حضرت سیّدنا امام

Marfat.com

حسین رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف فرما تھا کہ ان کی ایک کنیز حاضر خدمت ہوئی اور پھولوں کا ایک گلدستہ پیش کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس گلدستہ کو ہاتھ میں لے کر سونگھا اور پھر کنیز کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ آج سے تم اللہ کی راہ میں آزاد ہو۔ میں نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک گلدستہ کے عوض اپنی خوبرو کنیز کو آزاد کر دیا۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب کوئی اچھا تحفہ پیش کرتا ہے تو پھر ضروری ہے کہ اس سے اچھا یا پھر اس جیسا تحفہ اسے بھی پیش کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے اس کنیز کو آزاد کر کے اچھا تحفہ پیش کیا۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شجاعت و جوانمردی کے قصے زبان زد و عام تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شجاعت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ جس وقت بلوائیوں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا تو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی۔ اس کے علاوہ حق و باطل کے معرکوں میں آپ رضی اللہ عنہ نے نہایت جانثاری اور بہادری کا مظاہرہ کیا اور دادِ شجاعت حاصل کی۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے والد بزرگوار سے دینی و دنیاوی تعلیم حاصل کی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی علمی قابلیت کے سب معترف تھے اور وہ جانتے تھے کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام ظاہری و باطنی علم آپ رضی اللہ عنہ کے اندر سمو دیا ہے۔ اسی لئے جب بھی کسی کو کوئی شرعی مسئلہ درپیش ہوتا تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے مسئلہ کی بابت دریافت کرتا تھا۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی بزرگی کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے دودھ پینے والے بچے کے وظیفہ سے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے اس مسئلہ کی بابت دریافت کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

فرمایا کہ ماں کے پیٹ سے نکلنے کے بعد جب بچہ آواز دے دے یعنی روئے اس وقت وہ وظیفہ کا مستحق ہو جاتا ہے۔

حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی عبادت میں خشوع وخضوع کا یہ عالم ہوتا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو آنکھوں سے بے تحاشا آنسو جاری ہو جاتے تھے اور جسم کانپنے لگ جاتا تھا۔ دن بھر آپ رضی اللہ عنہ درس وتدریس میں مشغول رہتے تھے اور تمام رات اطاعت الٰہی میں کھڑے رہتے تھے۔ جس وقت میدانِ کربلا میں آپ رضی اللہ عنہ پر مصائب کا نزول ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان کے افراد کو ایک ایک کر کے آپ رضی اللہ عنہ کی نظروں کے سامنے شہید کیا گیا تو اس وقت بھی آپ رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک پر قرآن مجید کی تلاوت جاری تھی اور جس وقت آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کا سر سجدہ میں تھا۔ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرح پچیس حج با پیادہ ادا کئے۔

ابن عربی کی روایت ہے کہ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اوصافِ جلیلہ کے مالک تھے اور علم وحلم، عمل وحق گوئی اور راضی برضائے مولیٰ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ میں صبر واستقلال، سخاوت وشجاعت اور عاجزی وانکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ عالم باعمل، زاہد ومتقی، صاحب جودوکرم، عارف باللہ اور ذاتِ باری تعالیٰ کی حجت اتمامی تھے اور اللہ عزوجل کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔

ابن عساکر کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو کہا کہ آہ! کتنا بڑا غم ہے۔ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے جب غم کے بارے میں دریافت کیا تو کہا کہ موت منے ہے اور میں مقروض ہوں۔ قرض کی عدم ادائیگی نے مجھے سخت مصیبت میں مبتلا کر رکھا

Marfat.com

ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پریشان نہ ہوں آپ رضی اللہ عنہ کے ذمہ واجب الادا قرضہ میں ادا کروں گا۔ پھر حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے تمام قرض خواہوں کو بلوا کر ان کا قرضہ ادا کر دیا۔

ایک مرتبہ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نماز ادا کر رہے تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نماز مختصر کی اور دروازے پر جا کر دیکھا تو ایک سائل تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے گھر والوں سے دریافت کیا کہ گھر میں اس وقت کتنی رقم موجود ہے؟ جواب ملا کہ اس وقت دو سو درہم ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ لے آؤ۔ پھر وہ دو سو درہم آپ رضی اللہ عنہ نے اس سائل کو دے دیئے اور فرمایا کہ ہمارا گزارا ہو جائے گا مگر اس سائل کو مایوس نہیں لوٹنا چاہئے۔

ابن سعد کی روایت ہے کہ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا دورانِ سفر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے راستے میں ابن مطیع کے پاس سے ہوا۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ اے ابن رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس ایک کنواں ہے جس کا پانی بہت کم ہے اور اس پانی سے ڈول بھی بھرا نہیں جا سکتا۔ میں نے بے شمار تدبیریں کیں مگر کنویں کا پانی جاری نہ ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ میرے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس کنویں کا پانی منگوا کر کچھ نوش فرمایا اور کلی کر کے اس کنویں میں ڈال دیا۔ جیسے ہی آپ رضی اللہ عنہ نے اس کنویں میں کلی فرمائی کنویں سے پانی ابلنا شروع ہو گیا اور وہ پانی اپنی لذت اور شیرینی کے لحاظ سے بے مثل تھا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وقت وصال قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے یزید کو اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ یزید شراب خور اور زنا کار تھا۔ علمائے دین اور اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑانا یزید کا شعار تھا۔ الغرض ہر برائی یزید میں پائی جاتی تھی اس لئے جب وہ تخت نشین ہوا تو اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین نے اس کی بیعت سے انکار کر دیا۔ یزید کو اس کے مشیروں

Marfat.com

نے مشورہ دیا کہ اگر وہ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو بیعت کے لئے راضی کر لے تو پھر دیگر اکابر بھی اس کی بیعت کر لیں گے۔ یزید نے حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے بیعت لینے کے لئے اپنی کوششیں تیز کر دیں لیکن حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس کی بیعت سے انکار کر دیا۔ اس دوران حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پر کئی لوگوں نے بیعت کر لی۔ اس بیعت کا مقصد ان کو خلیفہ مقرر کرنا نہیں بلکہ یزید کا انکار تھا۔ اس دوران کوفہ کے گورنر نے حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور انہیں کوفہ آنے کی دعوت دی۔ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کوفہ جانا نہ چاہتے تھے مگر حالات کی کشیدگی کی بدولت آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل و عیال کے ہمراہ کوفہ کا سفر اختیار کیا۔

حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور مکہ مکرمہ پہنچے جہاں سے آپ رضی اللہ عنہ ۳ ذی الحجہ ۶۰ ھ کو کوفہ کے لئے روانہ ہوئے۔ کربلا کے مقام پر آپ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ یزیدی فوج سے ہوا جہاں ایک ایک کر کے آپ رضی اللہ عنہ کے جانثار اور گھر کے فرد جامِ شہادت نوش کرتے رہے۔ ۱۰ محرم الحرام ۶۱ ھ کو دورانِ نماز آپ رضی اللہ عنہ کو بھی شہید کر دیا گیا۔ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت سیّدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ جو کہ شدید بیمار تھے ان کے سوا کوئی مرد زندہ نہ رہا۔ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دے چکے تھے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے مٹی دیتے ہوئے فرمایا کہ میں تمہیں وہ مٹی دیتا ہوں جس مٹی میں دکھ اور مصیبت کی بو ہے اور یہ میرے حسین (رضی اللہ عنہ) کے قتل گاہ کی مٹی ہے اس کو تم اپنے پاس سنبھال کر رکھنا۔ جب یہ مٹی سرخ ہو جائے تو سمجھ جانا کہ میرے حسین (رضی اللہ عنہ) کو شہید کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ جس وقت حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا میں شہید کیا گیا ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود وہ مٹی سرخ ہو گئی جس سے آپ رضی اللہ عنہا سمجھ گئیں کہ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کو شہید کر دیا گیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ مسند امام احمد میں ابوعبداللہ کی ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا آفتابہ بردار تھا۔ صفین کے موقع پر وہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا۔ جب قافلہ مقامِ نینویٰ پر پہنچا تو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ اے ابوعبداللہ! فرات کے کنارے رک جاؤ۔ ابوعبداللہ نے دریافت کیا کہ امیر المومنین! کیا بات ہوئی؟ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ میں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں روتے ہیں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی میرے پاس سے جبرائیل (علیہ السلام) اٹھ کر گئے انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے حسین (رضی اللہ عنہ) کو شط الفرات میں قتل کیا جائے گا۔ پھر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس جگہ کی مٹی اٹھا کر سونگھائی اور مجھے اپنے پاس رکھنے کی ہدایت کی۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو کربلائے معلی میں سپردِ خاک کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے سر کو مبارک کو ابن زیاد چونکہ یزید کے پاس لے گیا تھا اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کی تدفین کے متعلق مختلف روایات موجود ہیں۔ ایک روایت کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو مدینہ منورہ بھیج دیا گیا جہاں جنت البقیع میں اسے مدفون کیا گیا۔ ایک روایت کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو دمشق میں مدفون کیا گیا اور ایک روایت کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کے سر کو مصر لے جایا گیا جہاں آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو مدفن کیا گیا اور اس پر مزار پاک کی تعمیر فرمائی گئی۔

فرمودات:

- صاحب عقل وخرد وہی شخص ہے جو مہربان کے حکم کی پیروی کرے اور اس کی شفقت کو ملحوظِ خاطر رکھے۔

Marfat.com

- ہم نے تمام دنیاوی ضرورتوں کو چھوڑ کر اپنی راحتوں کو فنا کر دیا ہے۔
- جب تمہیں کوئی تحفہ پیش کیا جائے تو تم اس سے بہتر تحفہ جواباً دیا کرو۔
- اللہ عزوجل تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔
- مال کا سب سے بہترین مصرف یہ ہے کہ اس سے کسی کی عزت و آبرو کی حفاظت کی جائے۔
- تمہارے لئے سب سے زیادہ رفیق و مہربان تمہارا دین ہے۔
- بندے کی نجات دین کی پیروی میں ہے اور ہلاکت دین کی مخالفت میں ہے۔

حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا:

حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا ۵ ھ میں تولد ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زینب رکھا۔ روایات میں آتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کا نام آپ رضی اللہ عنہا کی پیدائش کے کئی روز بعد رکھا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' آپ رضی اللہ عنہا کی پیدائش کے وقت سفر میں تھے۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ بیٹی کا نام تجویز کریں تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس کا نام کیسے رکھ سکتا ہوں اس کا نام تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود رکھیں گے۔ چنانچہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سفر سے واپس لوٹے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خوشخبری سنائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوراً حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو گود میں اٹھا کر پیار کیا اور ان کا نام رکھا۔

حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے جس ماحول میں پرورش پائی وہ خدادوست گھرانہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کے نانا اللہ عزوجل کے محبوب تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا کی والدہ خاتونِ جنت تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے والد اپنی شجاعت' بہادری اور فہم و فراست میں نابغہ روزگار تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ جنت کے نوجوانوں کے سردار تھے۔ گھر میں زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت اوڑھنا بچھونا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنی

Marfat.com

تمام صفات میں بے مثل تھیں اور حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی سیرتِ پاک کا عملی نمونہ تھیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ رضی اللہ عنہا سے بے تحاشا محبت تھی اور آپ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کا نور تھیں۔

روایات میں آتا ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت وصال نزدیک آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بلایا اور فرمایا کہ میرے بچوں کو لے کر آؤ۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا گئیں اور حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ، حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو لے کر آ گئیں۔ بچوں نے جب جب اپنے نانا کی کیفیت دیکھی تو رو پڑے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو پیار کیا اور اپنے سینہ سے لگاتے ہوئے بوسہ دیا۔

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح اپنے چچازاد حضرت عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا امورِ خانہ داری میں ماہر تھیں اور گھر کا نظم ونسق سنبھالنے میں اپنی والدہ کے ہو بہو تھیں۔ گھریلو خرچ میں کفایت شعاری سے کام لیتی تھیں۔ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اپنی والدہ کی طرح صابر وشاکر تھیں اور پردے کا نہایت سختی سے خیال رکھتی تھیں۔ ایک مرتبہ بچپن میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہا کے سر مبارک سے چادر سرک گئی تو حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بیٹی سر پر چادر کرو کیونکہ تم اللہ عزوجل کا کلام پڑھ رہی ہو اور اس کے ادب کا تقاضا ہے کہ عورت کا سر ڈھانپا ہوا ہو۔ بچپن کی اس نصیحت کے بعد آپ رضی اللہ عنہا نے کلامِ الٰہی کی تلاوت کے علاوہ ساری زندگی کبھی اپنے سر کو ننگا نہ کیا۔

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا دیکھنے میں ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے مشابہ تھیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرمایا کرتے تھے کہ میری یہ بیٹی اپنی ماں خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے مشابہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا میں عصمت وحیا اور صبر اپنی والدہ کی مثل تھا جبکہ کلام میں فصاحت وبلاغت اپنے والد کی مثل تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے کبھی دنیاوی لذتوں کو فوقیت نہ دی اور

Marfat.com

دنیاوی عیش وآرام کی نسبت آخرت کی زندگی کو ترجیح دی۔ آپ رضی اللہ عنہا کی عبادت وریاضت کا یہ عالم تھا کہ ساری زندگی کبھی تہجد کی نماز نہ چھوڑی۔ حضرت سیّدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ واقعہ کربلا کے خونی واقعات اور اس کے بعد کے مصائب ان سب کے باوجود حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے نمازِ تہجد کبھی ترک نہیں کی۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ سے کوفہ کی جانب روانہ ہوئے اور کوفہ کو دارالخلافہ مقرر کیا تو آپ رضی اللہ عنہا اس وقت اپنے شوہر اور بچوں کے ہمراہ ان کے ساتھ کوفہ چلی گئیں۔ پھر جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے تمام گھر والوں کو لے کر مدینہ منورہ واپس آ گئے تو آپ رضی اللہ عنہا ان کے ساتھ مدینہ منورہ آ گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی زندگی میں بے شمار مصائب برداشت کئے۔ آپ رضی اللہ عنہا ابھی بچی تھیں تو نانا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے۔ پھر چند ماہ بعد ہی والدہ ماجدہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا رحلت فرما گئیں۔ جب جوان ہوئیں تو والد بزرگوار حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت اور پھر بھائی حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت، ان سب مصائب کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہا کو ام المصائب کی کنیت سے پکارا جانے لگا۔ جب حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے کوفہ کی جانب روانہ ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کسی وجہ سے ساتھ نہ جا سکے تو انہوں نے اپنے دو بیٹوں کو ماں کے ساتھ بھیج دیا۔ واقعہ کربلا میں آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کے سامنے آپ رضی اللہ عنہا کے بیٹوں، بھانجوں اور بھائی کو شہید کر دیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اس موقع پر بھی صبر واستقلال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور ان کی شہادت پر کسی قسم کا ماتم نہ کیا۔

حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کا زہد وتقویٰ بے مثل تھا۔ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہا سے درخواست کرتے تھے کہ اے میری بہن! میں تجھ سے دعا کی درخواست کرتا ہوں اور تم میرے لئے دعا کیا کرو۔ واقعہ کربلا کے بعد آپ رضی اللہ عنہا اکثر وبیشتر یہ دعا فرمایا

Marfat.com

کرتی تھیں کہ الٰہی! آلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قربانی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما اور ہماری اس قربانی کو رائیگاں نہ جانے دے۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہا کی محبت بے مثل تھی اور آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی کا ہر مشکل گھڑی میں ساتھ دیا اور جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تو جذبہ ایثار اور محبت حسین (رضی اللہ عنہ) کے تحت آپ رضی اللہ عنہا ان کے ہمراہ روانہ ہوئیں۔

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو جب ابن زیاد کے پاس لے جایا گیا تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کا لباس بہت میلا ہو چکا تھا۔ ابن زیاد نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ اسے جواب ملا کہ یہ زینب رضی اللہ عنہا بنت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا ہیں۔ ابن زیاد نے کہا کہ اللہ نے تمہیں رسوا کیا اور تمہاری بات کو جھوٹا کر دیا۔ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے ہمیں شرف عظیم عطا فرمایا اور ہمیں آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بنایا اور قرآن مجید ہماری پاکی بیان کرتا ہے۔ ابن زیاد نے غصہ میں آ کر کہا کہ اللہ نے مجھے تمہارے غضب سے بچایا اور تمہارے سرکشوں کو ہلاک کر دیا۔ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تو نے ہمارے چھوٹے اور بڑے شہید کیے اگر تو اسی میں اپنی بھلائی سمجھتا ہے تو سمجھتا رہ۔ ابن زیاد نے جب آپ رضی اللہ عنہا کی یہ جرأت دیکھی تو خاموش رہنے میں ہی عافیت سمجھی۔

واقعہ کربلا کے بعد حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو یزید کے دربار میں پیش کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے وہاں نہایت فصیح و بلیغ خطبہ دیا جو تاریخ میں سنہری حروف میں رقم ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ذیل کا خطبہ دیا۔

''تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے اور درود و سلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اہل بیت پر۔ اللہ کا فرمان ہے کہ ان لوگوں کا انجام برا ہے جو برے کام کرتے ہیں اور اس کے احکامات کو جھٹلاتے اور ان کا تمسخر اڑاتے ہیں۔ اے یزید! تو

Marfat.com

نے ہم پر زمین تنگ کر دی اور ہمیں قید کیا اور تو سمجھتا ہے کہ ہم ذلیل ہوئے اور تو برتر ہے تو یہ سب تیری اس سلطنت کی وجہ سے ہے اور تو نے شاید اللہ کا فرمان نہیں سنا کہ کفار یہ گمان نہ کریں کہ ہم نے ان کے ساتھ جو نرم رویہ رکھا ہے وہ ان کے لئے بہتر ہے بلکہ یہ صرف مہلت ہے تا کہ وہ دل کھول کر گناہ کریں پھر ان کے لئے ایک دردناک عذاب ہے۔ تو نے آلِ رسول ﷺ اور بنی عبدالمطلب کا ناحق خون بہایا اور عنقریب تو بھی ایک دردناک انجام سے دوچار ہوگا۔ میں اللہ سے امید رکھتی ہوں کہ وہ ہمارا حق ہمیں دے گا اور ہم پر ظلم کرنے والوں سے بدلہ لے گا اور ان پر اپنا قہر نازل فرمائے گا۔ تو عنقریب اپنے گناہوں کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا اور جو اللہ کی راہ میں شہید ہوئے ان کے بارے میں اللہ ہی کا فرمان ہے کہ وہ زندہ ہیں' انہیں رزق ملتا ہے اور جن لوگوں نے تمہارے لئے راستہ آسان کیا وہ بھی عنقریب تیرے ساتھ برباد ہونے والے ہیں۔ اے یزید! اگر تو ہماری ظاہری کمزوری کو خود کے لئے غنیمت سمجھتا ہے تو کل بروزِ قیامت تو اپنا کیا ہوا پائے گا' اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا اور نہ ہی ہم اس سے کوئی شکوہ کرتے ہیں بلکہ ہم ہر حال میں صابر اور اس پر بھروسہ کرنے والے ہیں۔ تو اپنے مکر وفریب سے جو چاہے کر لے مگر تو ہرگز ہمارے ذکر کو مٹا نہیں سکے گا اور نہ ہی ہمارے مقام کی بلندی کو چھو سکے گا۔ تیری یہ سلطنت عارضی ہے اور عنقریب منادی کرنے والا منادی کرے گا اور لعنت والی قوم پر جس نے ظلم وستم کیا۔ پس اللہ کی حمد وثنا ہے جس نے ہمارے پہلوں کا ایمان

Marfat.com

کے ساتھ اور شہادت کے ساتھ خاتمہ فرمایا اور وہ نہایت مہربان اور رحم والا ہے اور ہمارے لئے کافی ہے کیونکہ وہ بہترین کارساز ہے۔''

واقعہ کربلا کے بعد حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے کس جگہ وصال فرمایا اس بارے میں کتب سیر میں مختلف روایات موجود ہیں۔ کثرتِ روایات یہ ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہا کا وصال ۱۵ رجب المرجب ۶۲ ھ میں ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا اس وقت اپنے شوہر حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ شام کی جانب سفر فرما رہی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا وصال دمشق کے نزدیک ہوا۔ جس مقام پر آپ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا وہ مقام زینبیہ کے نام سے مشہور ہے اور وہاں آپ رضی اللہ عنہا کا مزارِ پاک مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔ اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہا کا ایک مزار مصر میں بھی بتایا جاتا ہے۔ جبکہ کچھ روایات کے مطابق آپ رضی اللہ عنہا کا وصال مدینہ منورہ میں ہوا اور آپ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک جنت البقیع میں ہے۔

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا زہد و تقویٰ بے مثل تھا۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ' آپ رضی اللہ عنہا سے درخواست کرتے تھے کہ اے میری بہن! میں تجھ سے دعا کی درخواست کرتا ہوں اور تم میرے لئے دعا کیا کرو۔ واقعہ کربلا کے بعد آپ رضی اللہ عنہا اکثر و بیشتر یہ دعا فرمایا کرتی تھیں کہ الٰہی! آلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قربانی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما اور ہماری اس قربانی کو رائیگاں نہ جانے دے۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہا کی محبت بے مثل تھی اور آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی کا ہر مشکل گھڑی میں ساتھ دیا اور جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تو جذبہ ایثار اور محبت حسین (رضی اللہ عنہ) کے تحت آپ رضی اللہ عنہا ان کے ہمراہ روانہ ہوئیں۔ آلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ قربانی اللہ عزوجل نے قبول فرمائی اور تا قیامت ان کے فضائل و مناقب امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانوں پر جاری فرما دیئے۔

Marfat.com

واقعہ کربلا میں حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے صاحبزادوں حضرت محمد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عون بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

حسین رضی اللہ عنہ منزلِ حق ہیں تو حق نما زینب رضی اللہ عنہا

وہ ابتدائے شہادت تو انتہائے شہادت زینب رضی اللہ عنہا

حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا:

حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ۹ ھ میں تولد ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا اخلاق واطوار میں اپنی والدہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور نانا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا ابھی قریباً اڑھائی سال ہی کی تھیں کہ والدہ ماجدہ وصال فرما گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی بہن حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اگرچہ آپ رضی اللہ عنہا سے زیادہ بڑی نہ تھیں مگر پھر بھی انہوں نے آپ رضی اللہ عنہا کی تربیت میں اور راہنمائی میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا کردار نمایاں نظر آتا ہے۔

حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ حضرت ابوجعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ان کی بیٹی کے رشتہ کے بارے میں بات چیت کی۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ام کلثوم (رضی اللہ عنہا) ابھی چھوٹی ہے اور میں نے اپنی بیٹیوں کو حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کے لئے روک رکھا ہے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! روئے زمین پر ام کلثوم (رضی اللہ عنہا) سے کرامت و بزرگی کا اتنا منتظر کوئی نہیں ہے جتنا کہ میں ہوں۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے حامی بھر لی اور اپنی بیٹی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کا مہر چالیس ہزار مہر مقرر کیا۔ نیز حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح اس لئے کیا کہ حضور

Marfat.com

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ بروزِ محشر تمام نسب اور تعلق ختم ہو جائیں گے مگر میرا نسب اور تعلق قائم رہے گا۔ چنانچہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے اپنے تعلق کو مزید کرنے کے لئے ان سے نکاح کیا اگرچہ میں حضور نبی کریم ﷺ کا خسر تھا مگر یہ تعلق اس سے بہتر ہے۔

حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کوئی اولاد نہ تھی۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے کچھ عرصہ بعد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ حضرت محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ سے بھی آپ رضی اللہ عنہا کی کوئی اولاد تولد نہ ہوئی۔

حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا وصال حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے وصال سے قبل ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا مزارِ پاک ملک شام میں حضرت سیّدہ سکینہ رضی اللہ عنہا بنت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مزار سے ملحق ہے اور مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کے دیگر حالات و واقعات اس لئے بھی کتب سیر میں منقول نہیں ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہا چونکہ والدہ ماجدہ کے سایہ عاطفت سے بچپن میں ہی محروم ہو گئی تھیں اور عملی زندگی میں بھی نہایت چھوٹی عمر میں آ گئیں اور اسی وجہ سے دیگر خواتین سے رابطہ کم رہا اس لئے روایات میں آپ رضی اللہ عنہا کا ذکر کم ملتا ہے۔

Marfat.com

کتابیات

۱۔ کشف المحجوب از حضرت سیدنا علی بن عثمان الہجویری رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ شہادت نواسہ سید الابرار از حضرت مولانا محمد عبدالسلام قادری رضوی

۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز واقارب از محمد اشرف شریف

۴۔ کراماتِ صحابہ رضی اللہ عنہم از حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی مجددی

۵۔ حیاۃ الصحابہ از حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ شرح ابیاتِ باہو از ابوالکاشف قادری رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ یہ تیرے مومن بندے از محمد اقبال قادری رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم از حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی مجددی

Marfat.com

Marfat.com

ہماری چند دیگر مطبوعات

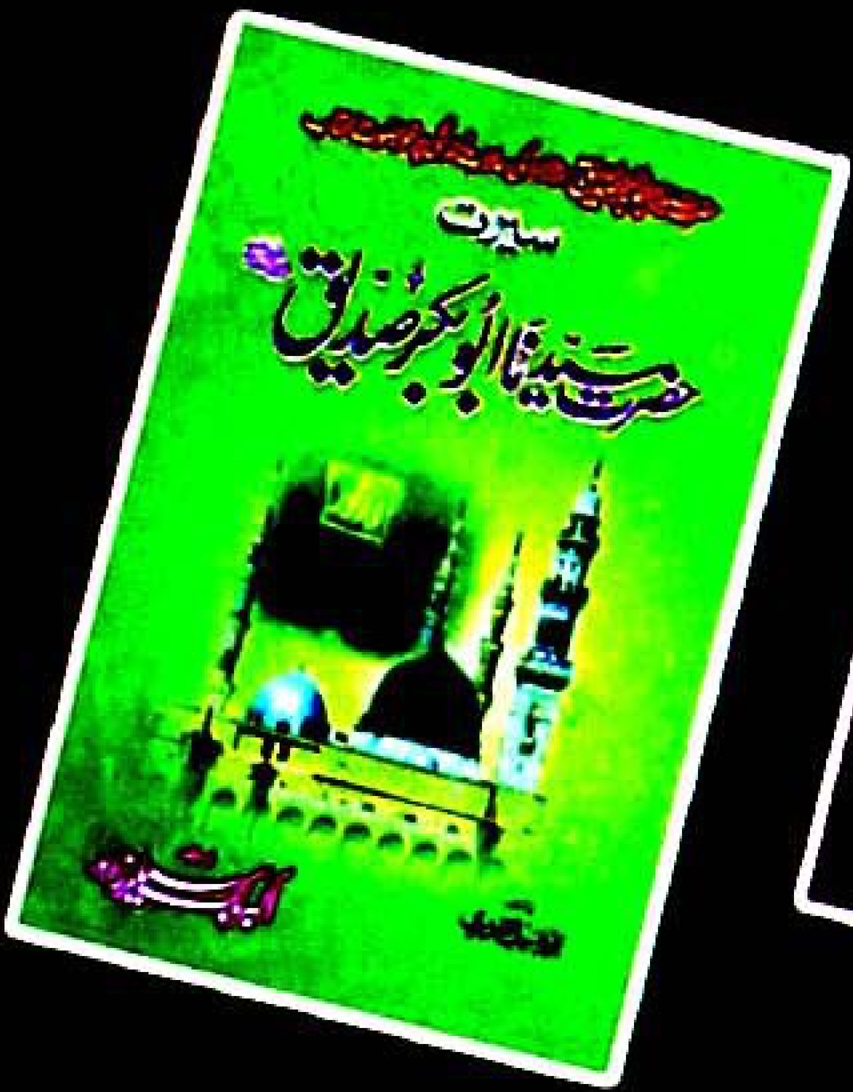

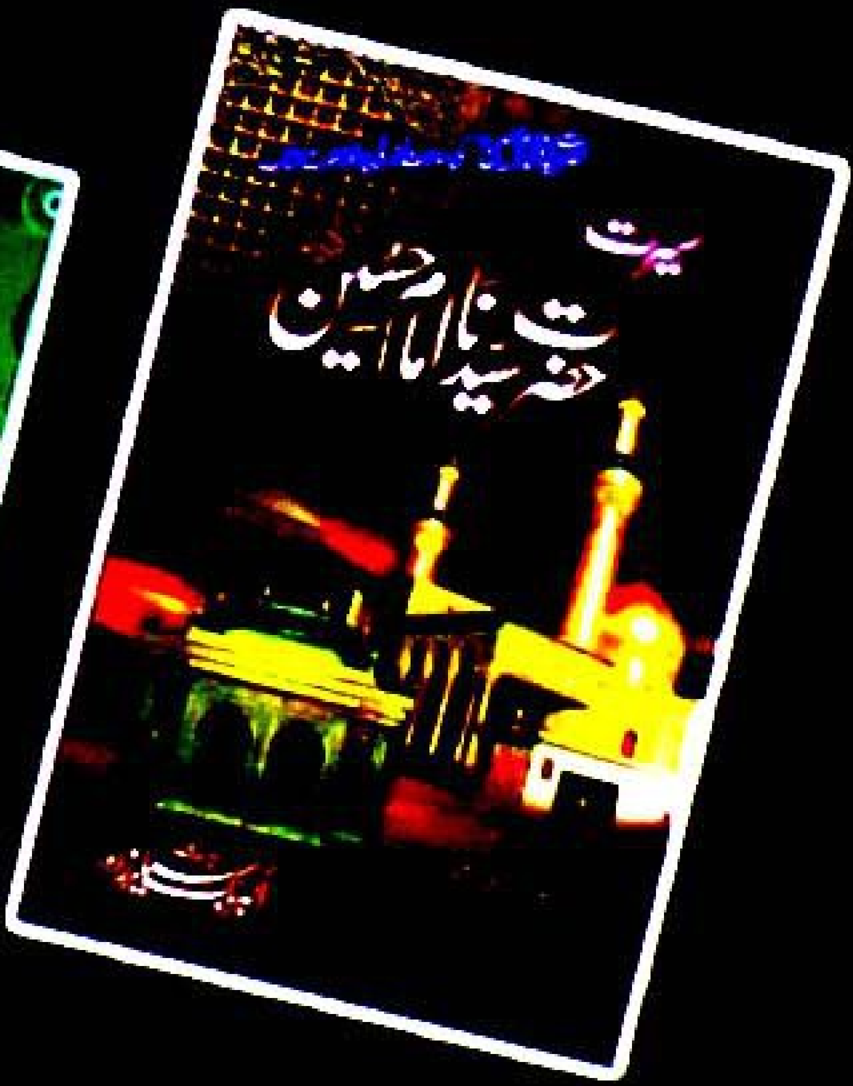

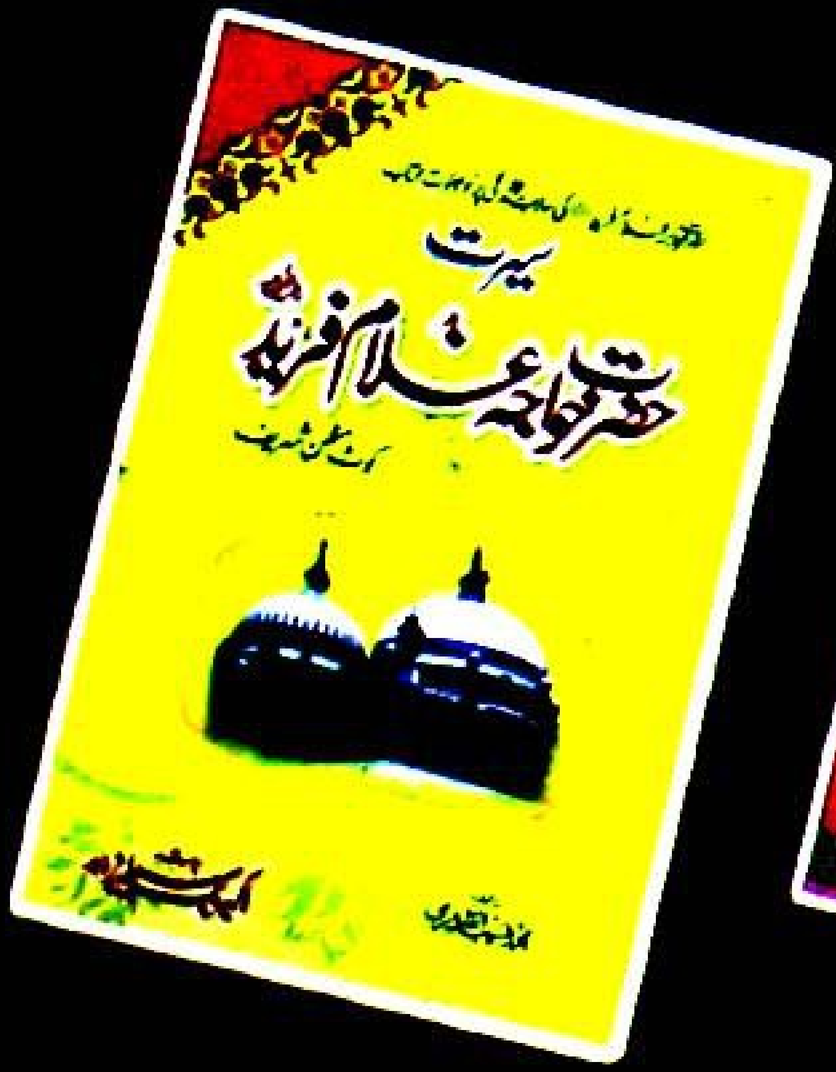

137

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور Ph: 37352022

Marfat.com